

شرح قصیدہ بردہ شریف

از قلم

حضرت علامہ الحاج المفتی

فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

مولانا الحاج مفتی محمد فیاض احمد اویسی

اویسی بک سٹال

0333-8173630

شرح قصیدہ بردہ شریف

حضور فیض ملت ، شیخ التفسیر والحدیث، مفسراعظم پاکستان، خلیفۂ مفتئ اعظم ھند،

الحاج الحافظ پیر مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بھاولپوری رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

انتساب بنام

سلطان السالکین حضرت الحاج خواجہ پیر طریقت خواجہ محمد سلطان بالا دین اُویسی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

شاہ پور شریف

جن کی شفقتوں اور محبتوں سے فقیر بہاولپور جیسی سنگلاخ زمین پر گلستانِ غوثیہ وبوستانِ اُویسیہ کو پُر بہار بنانے میں کامیاب ہوا۔

الحمد للہ علیٰ ذلک وصلی اللّٰہ علیٰ حبیبہ الکریم الامین وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ واولیاء امتہٖ وعلماء ملتہٖ اجمعین

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان

۲۸ ربیع الآخر ۱۴۱۵ھ چہارشنبہ

اجازت نامہ از حضرت سلطان السالکین، منبع رشد وہدایت

خواجہ محمد سلطان بالادین أویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ

نوٹ:۔فقیر اُویسی غفرلہ کی استدعا پر آپ نے اپنے خادمِ خاص مولوی محمد بخش اُویسی (مرحوم) سے لکھوا کر فقیر کو یہ اجازت نامہ عطا فرمایا۔

اجازت نامہ از مفتئ اعظم ہند، حضرت علامہ الحاج سیدنا مفتی محمد مصطفیٰ رضا بن سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہما

یہ اجازت (نامہ) بتوسط حضرت مولانا محمد حسن علی میلسی مدظلہ بریلی شریف سے فقیر کو عطا فرمایا۔شجرہ شریف مع سند قلمی فقیر کے پاس محفوظ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

الحمد للّٰہ العلی الاعلیٰ وکفی والصلٰوۃ الا بصی والسلام الا سنی الاوفی علیٰ عبادہ الذین اصطفی خصوصاً علیٰ حبیبہٖ سیدنا محمد نِ المصطفیٰ نبیہ المجتبیٰ رسولہٖ المرتضیٰ وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ اولی الصدق والصفا لاسیما الاربعۃ الخلفاء وعلیٰ جمیع التابعین وجمیع ائمۃ الدین والاولیاء العرفاء لاسیما الا مام الاعظم والھمام الافخم ابی حنیفۃ کاشف الخمۃ ، امام ائمۃ الشریعۃ الغراء ،والغوث الاعظم ، الغیاث الاکرم ، سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ جمیع الصلحاء ، اھالی الوفاء ثم علینا الی یوم الجزاء . اما بعد فقد التمس منی عزیزی مولینا المولوی ابوالصالح محمد فیض احمد الاویسی القادری الرضوی مھتمم المدرسۃ الجامعۃ الاویسیۃ الرضویۃ ببھاولبور اجازۃ السلسلۃ العلیۃ العالیۃ القادریہ البرکاتیۃ الرضویۃ المبارکۃ واجازۃ الاوفاق والاعمال والاذکار والاشغال فاجزتہ علیٰ برکۃ اللّٰہ تعالیٰ ذی الجلال ثم علی برکۃ رسولہ الاعلیٰ صاحب الجمال جل جلالہ وعم نوالہ علیہ الصلٰوۃ والتحیۃ والثناء کما اجازنی شیخی وسندی وکنزی وزحزی لیومی وغدی حضرۃ نورالعارفین قدوۃ الواصلین خاتم الکبراء مولینا الشاہ ابوالحسین احمد نوری میاں وشیخ الاسلام والمسلمین راس المحققین مجددالملۃ والدین امام اھل السنۃ قامع .....سیدی وسندی جناب الوالد الماجد الشیخ مولانا الشاہ اعلیحضرت احمد رضا

خان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما ومطر شباب الرحمة والرضوان عليها واوصيتيه بحماية السنن سنيه ونكاية الفتن الدنية واكتساب الحسنات و اجتناب البدعات الغير المومنية بارک اللّٰه لناولهٗ . وحقق اصلی واهله واصلح وعملهٗ آمين آمين آمين برحمتک يا ارحم الراحمين بقاله بفمه وامر برقمه .

۱۲ ربیع ۱۳۸۷ھ

هفته وار پڑهنے کا طریقه

آغاز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدللّٰه الذی انزل القرآن موعظه وشفاء لما فی الصدور وجعله عنها باللورود والصدور واظهره من مقام الجمع والتنزيه والنون فالزمه حجة لاهل الظواهر والبطون جميع فيه علوم الاولين والأخرين فلا رطب ولا يابس الافی كتب مبين والصلٰوة والسلام علٰی .....اوحی اليه ذالک القرآن من اللوح الوجوب والامروالشان سيدنا محمدٍ اجری من مسجله ما يحاكی السلبيل والرحيق وافحم بلاغة كل متكلم منطيق وفسرالآيات فی الانفس والأفاق علٰی مراد اليه الملک الخلاق وعلی الٖه واصحابهٖ المقتبسين من مشكاة انواره المغترفين من بحاراسراره المتفردين فی رياض البيان بالمحطب العرفانية المترنمين فی مروج العيان بالكمات الحقانية ومن تبعهم ممن تخلق بالقراٰن فی كل زمان ما طلع الموزبان

امابعد! قصیدہ بردہ شریف کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ہر ملک میں عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حرزِ جاں اور دردِ زبان ہے ہر زبان میں سینکڑوں شروح معرض وجود میں آچکی ہیں فقیر نے بھی قسمت آزمائی کی شراح میں نام گنوانے کے ارادہ پر شرح لکھی طباعت کی مشکلات نے اس کی اشاعت کا موقع نہ دیا مولیٰ تعالیٰ بھلا کرے زائر مدینہ محمد داؤد احمد اُویسی قادری (کراچی) کا کہ اُنہوں نے اشاعت کا نہ صرف ذمہ اُٹھایا بلکہ اس کی آمدنی بزم اُویسیہ کو وقف کردی تا کہ فقیر اُویسی غفرلہ کی دیگر تصانیف بآسانی معرضِ وجود میں آسکیں۔

فجزاء الله تعالیٰ خيرالجزاء بحرمة النبی المصطفیٰ صلی اللّٰه عليه وسلمُ

فقیر نے اس شرح میں اشعار کی توضیح کے ساتھ ان کے خواص بھی لکھ دیئے ہیں تا کہ قارئین جہاں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ سلم سے تسکینِ قلب پائیں وہاں ظاہری اسباب کے لئے بھی فائدہ اُٹھائیں۔

وماتوفيقی الا باللّٰه العلی العظيم

وصلی اللّٰه علیٰ حبيبه الكريم وآلهٖ واصحابهٖ اجمعين

تعارف مصنف قصیدہ:۔صاحب قصیدہ بردہ شریف کا اسم گرامی محمد بن سعید اور لقب شرف الدّین اور بوصیری کے نام سے مشہور ہیں۔(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ولادت:۔آپ یکم شوال المکرّم ۶۰۸ھ، ۷ مارچ ۱۲۱۳ء مصر کے ایک قصبہ دلاص میں پیدا ہوئے ان کا نسلی سلسلہ مشہور بربر قبیلہ منہاجہ تک پہنچتا ہے۔

تعلیم:۔رواجِ عہد کے مطابق علومِ اسلامیہ کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔اپنی ذہانت اور استعداد سے تیرہ سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کرلیا اس کے بعد باقی علوم حاصل کئے اور کمال عروج کو پہونچے۔

نگاہِ مرشد:۔علومِ دینیہ کی فراغت کے بعد فکرِ معاش میں بوصیری نے امراء کا توسّل اختیار کیا اور مختلف اربابِ اقتدار کے ہاں 'خطّاط' اور بعد ازاں 'کاتب' کی حیثیت سے ملازم رہے۔ان افراد میں انہیں سب سے زیادہ خصوصیت جس امیر سے تھی وہ وزیر زین الدین یعقوب بن زبیر تھا۔بوصیری اس کی ملازمت میں کئی سال رہے اور اس کی شان میں متعدد قصیدے لکھے اس کے بعد وہ مختلف درباروں سے منسلک رہے اور جیسا کہ خود ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی عمرِ عزیز کا بیشتر حصہ درباداری میں گزارا۔وہ کہتے ہیں کہ

خَدَمْتُهٗ بِمَدِیْحٍ اَسْتَقِیْلُ بِهٖ ذُنُوْبَ عُمُرٍ مَّضٰی فِی الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں یہ قصیدہ اس خیال پر لکھا ہے کہ میں اس کے ذریعے سے اپنی عمر بھر کے ان گناہوں کو معاف کرالوں جو امراء وسلاطین کی مدح سرائی اور ملازمت میں سرزد ہوئے ہیں۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بوصیری کے دربار سے تعلقات کی اصل وجہ ان کی شعر گوئی تھی اور اسی وصفِ خاص میں امتیاز کے باعث ان کی امراء کے ہاں قدردانی بھی ہوئی مگر اس کوچہ سے انہیں نکلنا پڑا۔ اس لئے کہ آپ سلسلہ شاذلیہ کے مشہور ولی کامل حضرت ابوالعباس احمد المرسی (متوفی ٦٨٦ھ) کے مرید تھے آپ کے کلام میں جو سوز وگداز ملتا ہے وہ اسی آستانہ فیض کے طفیل میں ملا ہے۔

علمی پایہ :۔ آپ نے علمِ حدیث وسیر ومغازی کے علاوہ علمِ کلام میں بھی فی الجملہ منتہیانہ صلاحیت بہم پہنچائی تھی۔ ان علوم کے علاوہ علم، ادب، بدیع بیان اور صرف ونحو میں انہیں مہارت حاصل تھی۔ اس کے علاوہ فنِّ خطاطی میں بھی وہ دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ شعر گوئی کا انہیں ابتدائے عمر سے ہی شوق تھا اور یہ زندگی کی اگلی منزلوں میں تیز تر ہوتا گیا۔ ان کا مجموعۂ اشعار جو دیوانِ بوصیری کے نام سے چھپ چکا ہے اور متداول ہے اور ان کی قادرُ الکلامی پر شاہد عدل ہے ان کے اس کمال کی ہر دور میں قدر کی گئی۔ ان کے قریب تر عہد کے فضلاء نے بھی اور ان کے بعد کے نقّادوں نے بھی ان کے اس فضل وکمال کا اعتراف کیا ہے۔ شیخ الاسلام امام جلال الدین سیوطی، علامہ ابن الحماد حنبلی، ابن شاکر کتبی پطرس بقانی صاحب، اُدباء العرب اور امام بوصیری کے شاگرد علامہ ابن سید الناس نے ان کی اعلیٰ شاعرانہ حیثیت کا بڑی فراخ دلی سے اعتراف کیا ہے۔ مستشرقین میں نکلسن کو بھی بوصیری کی جلالتِ شان کا قائل ہونا پڑا ہے۔

خود بوصیری کے تلامذہ میں ابوحبان معمری عرنامی متوفی (٧٤٥ھ) اور ابن سید الناس اور محقق عزہ بن سماعہ جیسے فاضلِ روزگار حضرات شامل ہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ بوصیری کی علمی حیثیت خاصی بلند تھی اور ساتویں صدی ہجری کے علماء میں انہیں ایک امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ آپ کی وفات ٦٩٤ھ ہے۔

شاعری میں مقام :۔ حافظ فتح الدین ابن سید الناس نے لکھا ہے کہ آپ کی نظم میں جزاء اور اوراق سے (جو مشہور شاعر ہیں) فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے زیادہ فائق وافضل تھے۔ تاریخوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہاء الدین وزیر کے ہمعصر ہیں جو ٥٨١ھ بمقام وادیٔ نخلہ (حوالی مکہ مکرمہ) میں پیدا اور ٦٥٦ھ میں فوت ہوئے۔ ان دونوں کے شاعرانہ کلام میں بہت مشابہت پائی جاتی ہے۔ ہمعصر ہونے کے لئے یہ تشریح ضروری ہے کہ امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جب تولّد ہوا تو اُس وقت بہاء الدّین کی عمر ٢٧ سال کی تھی اور امام بوصیری رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ بہاء الدّین وزیر کی وفات کے بعد چالیس سال زندہ رہے۔

شرفِ زیارت :۔ صاحب قصیدہ بردہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی بادشاہ کے مشیر تھے آپ نے بادشاہ کی تعریف میں کئی قصیدے لکھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں اس قصیدہ کے علاوہ اُن کے اور قصائد بھی ہیں۔ اس قصیدہ کی نسبت متواتر روایت ہے کہ ناظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن بادشاہ وقت کے حضور سے واپس آرہے تھے کہ راستے میں شیخ ابوالرجاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ناظم علیہ الرحمہ کے دوست اور ایک صالح متقی اور قطبِ وقت تھے مل گئے۔ اُنہوں نے پوچھا کہ کیا آج رات خواب میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں؟ آپ نے کہا کہ اس رات تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہیں ہوا لیکن آپ کے فرمانے سے میرے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ایک خاص جذبہ پیدا ہوا۔ ناظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں گھر آکر سو گیا تو خواب میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں چند قصائد پڑھے جن میں سے ایک قصیدہ مضریہ تھا جس کا پہلا شعر یہ ہے

یَارَبِّ صَلِّ عَلَی الْمُخْتَارِ مِنْ مُّضَرٍ وَالْاَنْبِیَآءِ وَجَمِیْعِ الرُّسُلِ مَاذُکِرُوْا

دورِ سیاست :۔ حضرت امام بوصیری جس زمانے میں پیدا ہوئے اس وقت مصر ایوبیوں کے قبضے میں تھا۔ سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کا بھائی الملک العادل ابوبکر مصر وشام کا سلطان تھا۔ اس کے عہد میں گو صلاح الدین جیسی قوت وشوکت باقی نہ رہی تھی مگر فی الجملہ حکومت کے کاروبار میں نظم وضبط تھا۔

آلِ ایوب کے مابین مناقشات بہت کم تھے۔ الملک العادل کے بعد اس کا بیٹا الملک الکامل ٦١٥ھ میں برسر اقتدار آیا اور ٦٣٥ھ تک بیس سال اس نے مصر وشام پر حکومت کی لیکن ایوبی شہزادوں کی خانہ جنگیوں اور صلیبی عیسائیوں کے حملوں سے کاروبارِ حکومت میں پہلی سی شان باقی نہ رہی تھی اس کی موت نے رہی سہی کسر پوری کردی۔ پہلے ایک بیٹا ابوبکر الملک العادل کے لقب سے حکمراں ہوا پھر اس پر غلبہ پاکر ٦٣٧ھ میں اس کے بھائی ایوب نے حکومت پر تسلط جمالیا اور الملک الصالح کا لقب اختیار کیا۔ وہ اپنے خاندان کا آخری حکمران تھا اس کی موت کے بعد ٦٤٧ھ میں اس کی باندی شجر الدرر نے ترک غلاموں کی مدد سے تخت پر قبضہ کرلیا پہلے خود حکمراں ہوئی پھر سرداروں کی مخالفت کے سامنے اسے جھکنا پڑا اور دربار کے سب سے طاقت ور امیر ایک ترکمانی کے حق میں دستبردار ہوگئی۔ ایک نے عزالدین اور الملک العز کے لقب اختیار کئے شجر الدرر سے نکاح کرلیا اور

پورے ملک کا مالک بن بیٹھا۔ وہ شجرالدرر کی سازش سے ۶۵۵ھ میں قتل ہوا اور اس کے بعد حکومت پر قطز نامی مملوک سردار متولی ہو گیا اس نے شجرالدر کو پہلے قید اور پھر قتل کروا دیا۔ قطز نے اپنے لئے الملک المظفر کا لقب پسند کیا اسی قطز اور اس کے نائب بیبرس نے ۶۵۸ھ شام کے مقام عین جالوت پر تاتاریوں کو شکست فاش دے کر مصر و شام کی جانب اُن کی پیش قدمی کا سدباب کیا مگر اس فتح عظیم سے قطز کو فائدہ اُٹھانے کا موقع نہ ملا اور مصر لوٹتے وقت بیبرس نے اُسے قتل کر دیا اور خود الملک الظاہر کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس کے زمانے میں مصر و شام میں خلافتِ عباسیہ کا احیاء ہوا۔ بیبرس کا عہد حکومت نسبتاً سکون سے گزرا مگر اس کی وفات کے بعد ۶۷۶ھ میں پھر وہی انتشار شروع ہو گیا اور ایک ترکی مملوک قلادون صالحی امورِ مملکت پر متولی ہو گیا اس نے الملک المنصور کے لقب سے ۶۷۸ھ سے ۶۸۹ھ تک حکومت کی اس کے بعد اس کا بیٹا الملک الاشرف خلیل حکمراں ہوا لیکن اسے اس کے مملوک سرداروں نے ۶۹۳ھ میں قتل کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا اور حصولِ حکومت کے لئے ان امراء کے مابین لڑائیوں اور سازشوں کے سلسلے شروع ہو گئے جو اس صدی کے اختتام تک باقی رہے۔

ایک ایسی پُر آشوب سیاسی فضا میں جو بوصیری کی ولادت سے وفات تک مصر و شام کی تھی دربارداری اور اربابِ اقتدار سے وابستگی چنداں مفید نہ ہو سکتی تھی۔ ہر آن جان کا بھی خطرہ رہتا تھا۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ بوصیری کا دل اس فریضۂ ناگوار سے اُچاٹ ہو گیا اور اُنہوں نے امراء و وزراء کی صحبت سے کنارہ کشی اختیار کی جہاں تک دنیائے اسلام کی عام حالت کا تعلق ہے وہ بھی انتہائی مایوس کن تھی۔ ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں امیر المومنین ناصرالدین اللہ عباسی بغداد میں برسراقتدار تھے۔ مشرق میں خوارزم شاہی حکمراں تھے۔ جلال الدین خوارزم شاہ اور خلیفہ عباس کے مابین اختلاف بڑھتے جاتے تھے اور تعلقات خطرناک حد تک کشیدہ ہو چکے تھے، نوبت فوج کشی تک پہنچ چکی تھی اور خوارزم شاہ بغداد پر مسلط ہونے کی گھات میں تھا کہ مشرق سے منگولوں کا سیلِ بے پایاں بڑھا یہ سیلابِ بلا اپنے ساتھ دنیائے اسلام کے وسیع خطوں کو بہا کر لے گیا اور ۶۵۶ھ میں بغداد کے عباسی خلفاء بھی بساطِ سیاست سے اُٹھا دیئے گئے۔ شام و مصر بھی منگولوں کے حملوں کی زد میں آئے۔ حلب، حماۃ اور دمشق پر تاتاری لشکر اُمڈ پڑے اور ان علاقوں کے مسلمان جو پہلے ہی صلیبی جنگ آزماؤں کی مشقِ ستم بنے ہوئے تھے اس نئی آفت سے دوچار ہوئے۔ اس پر مستزاد یہ کہ عراق سے لٹے پٹے مسلمانوں کے قافلے مصر و شام کی جانب چلے آ رہے تھے۔ یہ حالات لوگوں میں اضطراب و مایوسی پیدا کرنے کے سب سے بڑے محرک ثابت ہوئے۔

بصیری کی عمر اس ابتلاء کے وقت پچاس سال کے قریب تھی بظاہر یہی زمانہ ان کے عروج کا ہے اور یہی وہ نقطہ اسامی تھا جہاں سے ان کی ذہنی کیفیت میں تبدیلی شروع ہوئی۔ اس کے بعد وہ ہمیں اس عہد کے مشہور صوفی ابوالعباس احمد المرسی کے آستانۂ نیاز پر جبینِ ناز خم کئے نظر آتے ہیں۔ بعد ازاں بیت المقدس میں زندگی کے دس سال عبادت و ریاضت میں گزارنے کے بعد ارضِ حجاز کی مقدس فضاؤں میں سانس لیتے ہوئے دکھائے دیتے ہیں اس کے بعد زندگی کا راہوار درِ شیخ پر واپس آتا ہے اور یہیں ۶۹۴ھ یا ۶۹۵ھ میں سفر آخرت اختیار کرتا ہے اور بوصیری کی مضطرب روح ایسی ہی مضطرب جیسی کہ اس عہد کی روح تھی مصر قدیم کی آغوشِ خاک میں سکون پاتی ہے۔ تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے

فوات الوفیات ابن شاکر جلد ۳، صفحہ ۲۰۵	حسن المحاضرہ امام سیوطی، جلد ۱ صفحہ ۲۷۳
انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد ۱۱، صفحہ ۸۰۴	معجم البلدان جلد ۱، صفحہ ۶۰۳

سببِ تالیف قصیدہ بردہ :۔ مؤلفِ قصیدہ بردہ شریف پہلے مصر کے شہر بلبیس میں عامل اور امیر منشی تھے پھر اس عہدے کو چھوڑ دیا اور قطب وقت شیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اختیار کی جن کے فیض سے آپ یگانہ روزگار بن گئے اور وہ شہرت حاصل کی کہ ہمعصروں میں کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ منجملہ آپ کے قصائد کے یہ قصیدہ بردہ ہے۔

سببِ تصنیف :۔ آپ یوں بیان فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے ہیں جن میں سے بعض وزیر زین الدین بن یعقوب بن زبیر کی درخواست پر تصنیف ہوئے بعد ازاں ایسا اتفاق ہوا کہ میں مرضِ فالج میں مبتلا ہو گیا اور اس سے میرا نصف بدن بیکار ہو گیا۔ اطباء نے معالجہ میں بہت تدبیریں کیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کار جی میں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک اور قصیدہ لکھوں چنانچہ بیماری ہی میں یہ قصیدہ تیار کیا اسی رات کو کئی بار پڑھا اور بتوسّلِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ باری تعالیٰ میں دعا کی اور سو گیا (اب دیکھئے احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی مسیحائی اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی چارہ فرمائی) خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست شفاء میرے بدن کے مفلوج جگہ پر رکھا مجھ پر اپنی بردہ مبارک (چادر) ڈالی۔ آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں بالکل صحیح، تندرست اور چاق و چست ہوں۔ میں نے اس قصیدے کا ذکر کسی سے نہ کیا تھا مگر جب صبح کو اُٹھ کر گھر سے نکلا تو راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا کہ وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمایئے جو تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھا ہے میں نے جواب دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں میں نے بہت سے قصیدے لکھے ہیں آپ کون سا قصیدہ طلب فرماتے ہیں؟ وہ بولے! جو تم نے بحالت مرض لکھا ہے اور جس کا مطلع یہ ہے "اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ الخ" اور یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم رات کو یہی قصیدہ میں نے دربارِ نبوی ﷺ میں سنا ہے جب یہ پڑھا جا رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سن سن کر یوں جھوم رہے تھے جیسا کہ بادِ نسیم کے جھونکے سے میوہ دار درخت کی شاخیں جھوما کرتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا اور

پڑھنے والے کو اپنی بردہ مبارک اڑھائی یہ سن کر میں نے ! اُس درویش کو یہ قصیدہ دے دیا۔اس نے لوگوں سے ذکر کر دیا یہاں تک کہ ملک ظاہر شاہ مصر کے وزیر بہاؤ الدین علی معروف بہ ابن حنا مصری (متوفی ۶۷۷ھ) کو اس کی خبر لگی اُس نے میری طرف پیغام بھیجا اور اس قصیدے کو منگوایا اور قسم کھائی کہ میں اس قصیدے کو کھڑے ہو کر سر برہنہ و پا برہنہ سنا کرونگا۔ چنانچہ وزیر موصوف اور اُس کے گھر والے اسے بڑی رغبت و محبت سے سنا کرتے تھے اس کے بعد جب سعد الدّین فاروقی (متوفی ۶۹۱ھ) جو فصیح و بلیغ شاعر تھا عارضہ رمد (ایک بیماری جس سے آنکھ سرخ رہتی ہے) سے قریباً اندھا ہو گیا تو اُس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اُسے کہہ رہا ہے کہ تم وزیر بہاؤ الدین کے پاس جاؤ اُس سے بردہ لے کر اپنی آنکھوں پر رکھو باذنِ الٰہی تم کو آرام ہو جائیگا۔ وہ وزیر موصوف کی خدمت میں آیا اور اُس سے اپنا خواب بیان کیا وزیر نے جواب دیا کہ میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بردہ مبارک نہیں۔ پھر کچھ دیر کے بعد سوچ کر کہا کہ شاید اس سے مراد امام بوصیری کا قصیدہ بردہ ہے اور صندوق میں سے قصیدہ نکال کر اُس کے حوالہ کر دیا۔ سعد الدّین نے اُسے اپنی آنکھوں پر رکھا تو فوراً آرام ہو گیا۔ (فوات الوفیات للعلامۃ محمد بن شاکر بن احمد کتبی المتوفی ۷۶۴ھ)

قصیدہ بردہ :۔حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر علامہ بوصیری صاحب قصیدہ بردہ کے عہد تک (۶۰۸ھ تا ۶۹۵ھ) ہزاروں قصائد لکھے گئے جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن سے پُر ہیں مگر علامہ بوصیری کے قصیدہ بردہ کو جس خاص شفقت سے نوازا گیا ہے وہ حضرت بوصیری کا ہی حصہ ہے۔اس قصیدہ کو خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبِ قصیدہ کی زبانی خواب میں سنا، چادر انعام میں بخشی، بدنی اور روحانی بیماریوں سے نجات دی اور پھر سب سے بڑھ کر اپنے نعت خوانوں میں منفرد اور ممتاز مقام بخشا۔ رسالت کا وہ کون سا پروانہ ہے جو بوصیری کی زبان سے کہا ہوا قصیدہ نہیں پڑھتا۔

مشائخ، علماء اور صوفیاء نے اسے ہر دور میں حرزِ جان بنایا، ہر مجلس میں پڑھا، ایک بار نہیں ہزار بار پڑھا، لاکھوں صالحین امت اسی قصیدہ بردہ شریف کو پڑھتے پڑھتے بارگاہِ نبوّت میں باریاب ہوئے اور حقیقت یہ ہے کہ اس تاریخ ساز قصیدہ نے جہاں عاشقانِ رسول کو ایک مقبول و مرغوب روحانی غذا دی وہاں صاحبِ قصیدہ کو آسمانِ شہرت کی ان بلندیوں پر پہنچا دیا جہاں بہت کم لوگوں کی رسائی ہوتی ہے۔

قصیدہ بردہ کی مقبولیت :۔ناقدین نے اس قصیدہ عالیہ کی ادبی خوبیوں اور بعض مخصوص صنعتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔قصیدہ بردہ کو مصنّف نے دس فصلوں میں تقسیم کیا ہے ہر فصل میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و محامد کو انوکھے انداز میں بیان کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ عاشقانِ رسول کے لیے قابلِ قدر سامان جمع کر دیا ہے۔ میلادِ پاک سے لے کر وصالِ مبارک تک آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بڑی محبت سے بیان کیا ہے۔ 162 شعروں کا یہ قصیدۂ مُرصَّع اہلِ دل کی روحانی غذا بنا ہوا ہے۔ ابتدائے کار سے لے کر آج تک اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اسے روحانی فائدوں کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے اور اس سے فیضان کی بارشیں حاصل ہوتی رہیں، وظیفہ جان کر پڑھا جاتا رہا، مقدس عبادت گاہوں کے درودیوار اس کے اشعار سے مزین رہے اور اب تک اہلُ اللہ کی پاکیزہ مجالس میں اہتمام کیا، پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ شعراء نے اس قصیدہ پر ہزاروں تضمینیں لکھیں، سینکڑوں شرحیں کیں اور درجنوں تشطیریں لکھیں۔ اگر ہم ان تمام شروح و متعلقات کی تفصیل لکھیں تو ایک دفتر درکار ہے تاہم قارئین کے ذوق کے لئے ہم ایک مختصر سا خاکہ ان متعلقات کا ذکر کرتے ہیں جنہیں ماہرِ کتابیات ترکی عالم علامہ مصطفیٰ بن عبداللہ المعروف بہ حاجی خلیفہ و کاتب چلپی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''کشف الظنون'' کی جلد دوم (مطبوعہ استنبول 1943ء) میں درج کیا ہے۔

اس کتاب میں اُنہوں نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان کی نگاہ میں عربی میں قصیدہ بردہ کی پچاس شرحیں گذری ہیں جنہیں ہر دور کے معروف شُعَراء، اُدَباء، علماء اور صوفیاء نے تالیف کر کے اپنے ذوق کا ثبوت دیا ہے۔ ان شرحوں اور تصنیفوں کے علاوہ قصیدہ بردہ کے متعدد تراجم دنیا کی اکثر زبانوں میں کئے گئے۔ لاطینی، جرمنی، فرانسیسی، انگریزی، ملائی، فارسی، اردو، ترکی اور پنجابی میں بڑے ترجمے لکھے گئے اور ان میں سے اکثر چھپے۔

وجہ تسمیہ:۔اس کا اصلی نام ''اَلْکَوَاکِبُ الدُّرِّیَّہ فِیْ مَدْحِ خَیْرِ الْبَرِیَّہ'' ہے۔قصیدہ بردہ کی تسمیہ کی کئی وجوہات ہے۔

البردہ:۔علاوہ دیگر جملہ شروح کے مولوی ذوالفقار علی دیوبندی والد محمود الحسن دیوبندی نے عطر الوردہ شرح قصیدہ میں لکھا ہے

ان البردة الثوب المخطط کما فی القاموس والناظم قدس سره یذکر فیها المضامین المختلفة فتارة یذکر الصبابة ولوازمها من الاشواق والاحزان ومرة یتجرد من نفسه مخاطباً ویحاوره عتابا ویخاطبه سوالاً وجواباً وطورا یعترف بالتقصیر ویعتذرعنه وحیناً یحذر عن مکائد النفس ویعظ الناس وساعة یتشبث بالرجاء ویستغیث ویستشفع به صلی الله علیه وسلم ورقتاً یمدحه علیه السلام ویشرح کمالاته الذاتیه والمکتسبة ویبین معجزاته الظاهرة الباهرة ویذکرفضائل اصحابه باتم بیان الی غیرذالک فکانه لکل مضمون لون عجیب فائق یشبه کل مضمون بخط حسن الهیئة الرائق فشابهت القصیدة بردة مخططة فسمیت بها

خلاصہ یہ کہ لغت میں بردہ دھاری دار کپڑے کو کہتے ہیں اور چونکہ اس قصیدہ میں ناظم فاہم نے مختلف مضامین کی آرائش کی ہے۔ کہیں بادصبا سے مخاطبہ، کہیں اظہارِ ذوق وشوق، کہیں

غم ہجر کی داستان، کہیں تنہائی کا شکوہ، کہیں نفس امارہ پر عتاب، کہیں مدعی مدعا علیہ کے سوال و جواب، کہیں اعتراف قصور، کہیں عذر خواہی، کہیں نفس کے مکروں سے ڈرانا، کہیں عوام وقارئین کو وعظ سنانا، کہیں دربارِ رسالت میں استغاثہ، کہیں سرکارِ مدینہ کے حضور میں استشفاع (شفاعت طلب کرنا)، کہیں مدحت ومناعت، کہیں شرح کمالات ذات، کہیں اظہارِ معجزات، کہیں فضیلت صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) غرضیکہ اس قصیدہ شریف کے مضامین نہایت عجیب وغریب ولذیذ ہیں۔ اس کا ہر مضمون حسین وجمیل دھاری دار لکیر کے مشابہ ہے اسی لئے اس قصیدہ کو چادر دھاری دار پُر رونق اور خوش منظر سے مشابہت کی وجہ سے اس کا نام قصیدہ بردہ رکھا گیا۔

(۲) بردہ یہی زیادہ مشہور ہے۔ بردہ بروزن فعلہ وہ شے جسے ریتی سے چمکایا جائے۔ لغت میں بردہ ریتی سے رگڑنے کو کہتے ہیں چونکہ قصیدہ زوائد وحشو (کمی وبیشی) سے پاک ہے اس لئے اسے بردہ کہا گیا ہے۔

(۳) بعض نے کہا کہ بردہ ایک اسم ہے جس سے ٹھنڈک حاصل کی جائے اور اس کا ماخذ برد ہے جس کے معنی سوہان، سوئیدن اور راست کردن کے ہیں تو چونکہ اس قصیدہ مبارکہ کے پڑھنے سے قلب میں برودت (ٹھنڈک) اور صفائی پیدا ہوتی ہے بناء بریں اسے قصیدہ بردہ کہا گیا۔

(۴) یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ بردۃ ماخوذ برد سے ہو یعنی ترویح وتنفیس اوُلُ ملائمت بالخیر جیسے عرفِ عرب میں کہتے ہیں ''بردامرنا'' یعنی صلح وحسن۔ تو چونکہ یہ قصیدۂ مبارکہ حصولِ صفا، روح اور سبب راحت قلب قاری ہے اس لئے اسے بردہ کہا گیا ہے۔

(۵) قِیْلَ اَلْقیٰ عَلَیْہِ الرَّسولُ صُلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَرَدَتَهُ الْمُبَارَکَۃَ فِیْ النَّوْمِ عِنْدَ سِمَاعِ الْقَصِیْدَۃِ فَعُوْفِیَ لِسَاعَۃٍ

یعنی کہا جاتا ہے کہ جب یہ قصیدہ خواب میں امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بردِیمانی ان پر ڈالی تو علی الفور آپ کو صحتِ کاملہ حاصل ہوگئی۔ (عطر الوردہ)

(۶) شرح شیخ محی الدین محمد بن مصطفیٰ المعروف بہ شیخ زادہ میں اس طرح ہے

ثم قصة وصول البردة من الحضرة للصلة مشهورة وحكاية ماشوهدمن آثار بركاتها فى الكتب مسطورة واشتهارشانهاالعجيب عند جماهير الانام اغنانى من الكفار فى وصفها واطالة الكلام

یعنی قصہ بردِیمانی عطا ہونے کا دربارِ رسالت سے مشہور ومعروف ہے اور حکایاتِ عجائب وغرائب اس قصیدہ کی کتابوں میں مسطور ہیں اور شہرت جماہیرانام (جماعتِ جمہور) میں اس قصیدہ کی اس قدر ہے کہ اس نے ہمیں اس کے فضائل زیادہ بیان کرنے سے مستغنی کردیا اور اطالت کلام سے بچالیا۔

(۷) سعدالدّین الفارقی نے لکھا ہے۔

فرایٰ فی المنام قائلاً له امض الى الصاحب بهاء الدين وخذمنه البردة واجعلها على عينيک تبرء بها

یعنی سعدالدین نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ بہاؤالدین کے پاس جا اور بردہ لے کر آنکھوں سے لگا ابھی صحت یاب ہوجائے گا۔

فجاء الى الصاحب وقص عليه مارأى فقال ماعندى شئى يقال له البردة وانما عندى مديح رسول الله صلى الله عليه وسلم نستشفى بها فاخرجه ووضعهأ على عينيه وقرء وهو جالس فشفاه الله تعالىٰ من الرمدلوقته

تو سعدالدّین اپنے حاکم بہاؤالدین کے پاس آئے اور خواب بیان کیا۔ بہاؤالدین وزیر نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی ایسی شے نہیں جسے بردہ کہا جاتا ہے مگر ایک نعت حضور کی ایسی مقبول ہے کہ اُس سے اللہ مریضوں کو شفا دیتا ہے اور وہ قصیدہ نکال کر اُن کی آنکھوں سے لگایا اور سنایا اسی وقت خدا نے صحت عطا فرمائی۔

فائدہ:۔ اس واقعہ سے یہ امر ثابت ہوا کہ اس قصیدہ مبارکہ کا نام بردہ تو عالم ارواح میں اولیاء وعلماء کے اندر مشہور تھا لیکن بہاؤالدین وزیر کو اس کا علم اس سے زائد نہ تھا کہ وہ اس قصیدہ کو نعت شریف جانتے تھے۔

خلاصہ:۔ قصیدہ شریف کا نام قصیدہ بردہ سات توجیہات سے بردہ تو جیہاً مناسب معلوم ہوتا ہے اور شیخ زادہ کے قول کے مطابق یہی نام مشہور ومعروف ہے۔

عام اس سے کہ رداء مبارک عطا کی گئی ہو یا مناسبت مضمون کے اعتبار سے ہی اس نام سے مسمیٰ ہوا ہو۔ بہرحال یہ قصیدہ، قصیدہ بردہ شریف کے نام سے مشہور ہے۔

اور قصیدہ کی پسندیدگی پر عطاء بردِیمانی بعید از عطاء بھی نہیں۔ اس لئے قصیدہ بانت سعاد جب حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے کے بعد بارگاہِ رسالت میں بغرض عفوِ تقصیرات پیش کیا اور دربارِ رسالت میں سنانا شروع کیا تو جب حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شعر پر آئے

إنَّ الرَّسُولَ لَسَیْفٌ یُسْتَضاءُ بِہٖ　　　مُھَنَّدٌ مِنْ سُیوفِ اللّٰہِ مَسْلُولٖ

(المعجم الکبیر، باب الکاف، فصل کعب بن زہیر بن ابی سلمیٰ، حدیث ۱۶۰۷۳، صفحہ ۱۷۶، جلد ۱۹، مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)

(سنن البیہقی الکبری، کتاب الشھادات، باب من شبب فلم یسم احدالم ترد شھادتہ قال الشافعی رحمہ اللہ لانہ یمکن، حدیث ۲۰۹۳۱، جلد۱۰ صفحہ ۲۴۳، مکتبہ دارالباز، مکہ المکرّمۃ)
یعنی ہمارے حضور یقیناً برہنہ تلوار ہیں اوراس کی چمک سے نورِ ہدایت عالم میں عام پھیل رہا ہے۔
توحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بردِیمانی کعب کوعطا فرمائی۔

ترکیب قرأۃ قصیدہ بردہ شریف :۔بہتر طریقہ یہی ہے کہ پڑھنے والا کسی کامل بندۂ خدا سے اجازت لےکر وقتِ معیّن پر مع اعتصام واختتام پڑھے۔اگر اعتصام واختتام نہ پڑھے تب بھی کافی ہے اگر روزانہ سارا قصیدہ نہ پڑھ سکے تو ہر روز ہفت منزل میں سے ایک منزل مع ابیات قبلیہ وبعدیہ پڑھ لیا کرے۔کتاب میں منازل کے نشان بتادیئے گئے ہیں (جن کی ترتیب فقیر نے ابتداء میں عرض کردی ہے اور قصیدہ شریف کے متن میں بھی نشاندہی کی گئی ہے)یہ منزلیں بزرگانِ طریقت نے طالبوں کی سہولت کے لئے مقرر کردی ہیں تاکہ جمعہ سے شروع ہوکر پنجشنبہ کو ختم ہوجائے۔اعتصام اس طرح ہے کہ یہ درود شریف گیارہ بار پڑھے
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُ مِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰ لِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اس درود کے بعد آیۃ الکرسی، سورۂ الم نشرح، سورۂ الکوثر ہر ایک گیارہ گیارہ بار اور آیت "لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ" ایک بار پڑھے پھر ہاتھ اُٹھا کر گیارہ بار "اَلْمُسْتَغَاثُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَالْمُسْتَعَانُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" کہے۔بعدازاں یہ درود شریف تین بار پڑھے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ وَاَکْمَلَ تَحِیَّاتِکَ بِعَدَدِ کَلِمٰتِکَ التَّامَّاتِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ
پھر یہ دوبیت ایک یا تین بار پڑھ کر قصیدہ شریف شروع کرے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٖ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمٖ

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جو مخلوق کو عدم سے پیدا کرنے والا ہے پھر درود ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہمیشہ سے برگزیدہ ہیں۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

میرے مولیٰ درود اور سلام ہمیشہ ہمیشہ بھیج اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں افضل وبرتر ہیں۔

انتباہ:۔جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک آئے تین بار تکرار کے بعد درود شریف پڑھا جائے۔

اختتام

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعَنْ عُمَرَ وَعَنْ عَلِیٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِی الْکَرَمٖ
پھر راضی ہو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے اور حضرت علی اور حضرت عثمان سے کہ وہ صاحبِ کرم ہیں۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)
وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ لَھُمْ اَھْلِ التُّقٰی وَالنُّقٰی وَالْحِلْمِ وَالْکَرَمٖ
خدایا حکم دے کہ رحمتِ دائمی کے بادل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر، اصحاب پر اور تابعین (علیہم الرضوان) پر (جو پرہیزگار اور پاکباز اور صاحب علم وکرم تھے) برستے رہیں۔
یَارَبِّ جَمْعًاطَلَبْنَا مِنْکَ مَغْفِرَۃً وَّحُسْنَ خَاتِمَۃٍ یَا مُبْدِیَٔ النِّعَمٖ
اے میرے رب ہم سب تجھ سے مغفرت، اچھے خاتمے کے طلبگار ہیں اے نعمتوں کو پیدا کرنے والے
یَارَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا وَاغْفِرْلَنَا مَامَضٰی یَا وَاسِعَ الْکَرَمٖ
اے میرے رب مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمارے مقاصد ہم تک پہنچادے اور بخش دے گناہ سابقہ اے بےحساب کرم کرنے والے۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَسَّلُ بِقِرَآءَ ۃِ ھٰذِہِ الْقَصِیْدَۃِ الْمُبَارَکَۃِ اِلَیْکَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ خَیْرَ الدَّارَیْنِ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ
بعدازاں تین بار یہ درود شریف پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُ مِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰ لِ سَیِّدِنَا اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

پھر ہاتھ اُٹھا کر گیارہ بار ''اَلْمُسْتَغَاثُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَالْمُسْتَعَانُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ '' کہے اور تین بار یہ دو آیتیں پڑھ کر دعا مانگے ''لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ o فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ صلے ق لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ o''

آدابِ قراۃ قصیدہ بردہ شریف

حاجات یا دفعِ بلیات یا رفعِ مشکلات کے لئے اس کا پڑھنا شرائط ذیل پر موقوف ہے۔

(۱) جس دن اس کا وظیفہ شروع کرنا ہو اُس دن حسبِ توفیق چند فقراء کو اچھا کھانا کھلائیں۔

(۲) غسل کر کے صاف ستھرے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا اور پاک جگہ پر گوشۂ تنہائی روبقبلہ ہو کر پڑھنا۔ غسل نہ کرسکے تو کم از کم باوضو ضرور رہنا۔

(۳) صحتِ الفاظ و اعراب کو ملحوظ رکھنا (جو لوگ کم قابلیت رکھتے ہیں ان کو چاہیے کہ کسی عالم دین سے اس کو پڑھ لیں)

(۴) ہر ایک شعر کے معنی اور مفہوم کو سمجھنا اگر عربی نہ جانتا ہو تو اپنی زبان میں اس کے مطلب کو ملحوظ رکھے جیسا کہ ملا علی قاری نے مقدمہ حزب الاعظم میں فرمایا کہ

فعلیک بحفظ مبانیه والتأمل فی معانیه

(۵) اس کو نظم میں پڑھنا یعنی نظم نے طریق پر ہر ایک مصرعہ کو ادا کرنا نہ کہ نثر کے طور پر۔

(۶) اگر یاد ہو تو زبانی پڑھے ورنہ کتاب میں دیکھ کر اور پڑھنے کے دوران میں کوئی دنیاوی کام یا بات چیت نہ کرے بجز اس کے کہ اس کو وضو کی ضرورت ہو۔

(۷) کسی صحیح العقیدہ بزرگ سے جو اس کا مجاز ہو اجازت حاصل کرنا۔

(۸) ہر ایک شعر کے بعد بالتخصیص یہ درود شریف پڑھنا

یہی درود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پڑھا تھا

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

میرے مولیٰ درود اور سلام ہمیشہ ہمیشہ بھیج اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں افضل و برتر ہیں۔

(۹) ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس کا وظیفہ جاری رکھنا۔

(۱۰) جن لوگوں کو یہ قصیدہ یاد ہو ان کے لئے یہ بہتر ہے کہ آدھی رات کو تاریکی میں نہایت خضوع وخشوع سے سر برہنہ کھڑے ہو کر آداب بالا پڑھیں۔ بہتر ہے کہ ترنم سے ورنہ سادہ طور پر۔

(۱۱) اس کے بعد سجدہ میں جو حاجت ہو اس کے لئے بارگاہ ایزدی میں بطفیل سید کونین احمد مختار محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اُس کی حاجت پوری ہوگی اور اگر دفعِ مصیبت کے لئے پڑھے تو مصیبت سے نجات پائے گا اور اس بارے میں لاکھوں شہادتیں اور روایات ہیں کہ گدا سے لے کر بادشاہ تک اس کی برکت سے فائز المرام ہوئے۔

بزرگوں نے تو کئی دفعہ آزمایا ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کا ورد جائز حاجات کے لئے کیا ہو اور محروم رہا ہو (ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ) خلاصہ یہ کہ حصولِ حاجات اور دفعِ مصائب کے لئے تیر بہدف ثابت ہوا ہے تفصیل آتی ہے۔ انشاء اللہ

ازالۂ وہم: ۔ اس زمانہ میں بھی ان کے برکات اظهر من الشمس ہیں لیکن زمانہ کے اکثر لوگوں کے اعتقاد و اخلاص میں ضعف آ گیا ہے اور وہ کلامِ الٰہی اور بزرگوں کے کلام کی تاثیر سے انکار کرتے ہیں یہاں تک کہ بزرگانِ دین کی اس شہادت کو کہ اس کے پڑھنے سے اس کی حاجت بفضلِ خدا پوری ہوگی اتفاق پر محمول کیا جاتا ہے لیکن منکرین اتفاق کے معنی نہیں جانتے جب ایسا ثابت ہے کہ لاکھوں بلکہ کروڑوں کی حاجات پوری ہوئیں اور ہزاروں مسائل اس کے پڑھنے سے رفع ہوئے ہیں تو ان کو اتفاق پر محمول کرنا جہالت اور گمراہی ہے۔ میں نے ''**شرح الاوراد**'' میں اس کے متعلق تسلی بخش بحث کی ہے اور اس دعویٰ کو کہ کلام میں کیوں تاثیر ہوتی ہے عقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ جب کوئی شخص اس کو کسی بزرگ کی اجازت سے ان شرائط کے ساتھ جن کو میں نے درج کیا ہے اس کا وظیفہ کرے تو ممکن نہیں کہ وہ کامیاب نہ ہو

مراباور نمی آید اگر کس ایں قصیدہ را   بخو اند از خلوص دل نباشد حل مشکلہا

مجھے یقین ہے کہ جو بھی اس قصیدہ مبارک کو خلوصِ قلب سے پڑھے گا اس کی مشکل ضرور حل ہوگی۔

لیکن شرط یہ ہے کہ وہ حاجات جائز ہوں۔

ضروری گزارش:۔قصیدہ کے پڑھنے میں شروط وآداب کا لحاظ لازمی ہے ورنہ اگر نتیجہ میں فائدہ نہ ہو تو قصیدہ کی بے اثری نہ سمجھی جائے بلکہ اپنی غلطی پر اُس کو محمول کرے چنانچہ فرماتے ہیں کہ امام غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس قصیدہ مبارکہ کو ہر رات میں پڑھا کرتے تا کہ اس کی برکت سے زیارت سرکارِ ابدقرار صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کریں۔ایک مدت تک پڑھا مگر زیارت سے مشرف نہ ہوئے تو اُنہوں نے اپنے شیخ کامل کی خدمت میں عرض کیا کہ اس میں کیا راز ہے؟ آپ نے جواب دیا ''لعلک لا تراعی شرائطھا ''غزنوی شاید تو اس کی شرائط کی رعایت نہیں کرتا۔علامہ غزنوی نے عرض کیا ''لا بل اراعیھا ''نہیں حضور! میں خاص رعایت اور توجہ سے پڑھتا ہوں۔''فراقب الشیخ'' تو ان کے شیخ نے مراقبہ کیا، اور فرمایا ''وقفت علی سرہ وھو انک لا تصلی بالصلوٰۃ التی صلی بھا الامام البوصیری اذھو یصلی علیہ والسلام بقولہ

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِم

غزنوی زیارت نہ ہونے کا جو راز ہے وہ معلوم ہو گیا وہ یہ ہے کہ تم وہ درود نہیں پڑھتے جو امام بوصیری نے حضور پر اس قصیدہ کو سناتے ہوئے پڑھا تھا اور وہ درود یہ ہے

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِم

میرے مولیٰ درود اور سلام ہمیشہ ہمیشہ بھیج اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں افضل و برتر ہیں۔

خصوصی انتباہ:۔ویسے تو ہر مومن کو مندرجہ ذیل امور پر عمل ضروری ہے۔عاملِ اوراد و وظائف اور تعویزات کے عامل کے لئے بہت زیادہ ضروری ہے بالخصوص قصیدہ بردہ شریف کے عامل کے لئے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

(۱)اکل حلال (۲)صدقِ مقال (۳) کم خوردن (۴) کم خفتن (۵) کم گفتن

حضرت بوعلی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

چشم بند و گوش بند و زبان بہ بند گر نہ بینی راز بر ما بخند

آنکھ، کان، زبان بند رکھ اس کے باوجود اگر اسرار و رموز نہ کھلیں تو بے شک ہمارا مذاق اُڑا۔

خواصِ قصیدہ بردہ:۔اس قصیدہ مبارکہ کے فضائل اور خواص بے شمار ہیں بر سبیلِ اختصار جو کتب مشہورہ میں ہیں یہاں بیان ہوتے ہیں۔

(۱)عمر میں برکت ہونے کے واسطے ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھے (۲) دفعِ بلا کے واسطے اکہتر مرتبہ پڑھے (۳) دفعِ قحط کے واسطے تین مرتبہ (۴) تونگری اور دولت مندی کے واسطے سات سو مرتبہ (۵) اولادِ صالحہ پیدا ہونے کے لئے ایک سو سولہ بار پڑھے (۶) ہر مشکل کام کی آسانی کے واسطے سات سو اکہتر مرتبہ (۷) مصیبت زدہ پڑھے یا دوسرا شخص پڑھ کر اس پر دم کرے ہر بلا سے محفوظ رہے (۸) جو ہر ایک بار پڑھ کر پھونکے عمر دراز ہو (۹) جو شبِ جمعہ کو سترہ بار سات جمعے تک پڑھے نیک بخت اور دولت مند ہو جائے (۱۰) جو اپنی خواب گاہ میں جس مطلب کے واسطے پڑھے اس کا مطلب خواب میں معلوم ہو جائے گا (۱۱) جو پُرانے قبرستان میں چالیس دن تک ہر روز اکتالیس بار پڑھے دشمن اس کا ہلاک ہو جائے (۱۲) جو گلاب پر ہر روز ایک مرتبہ پڑھ کر سات دن تک کسی کو پلا دے اس کا حافظہ خوب ہو جائے (۱۳) جسے کوئی سختی پیش آئے تین روزے رکھے اور ہر روز اکیس بار پڑھے (۱۴) جو مشک اور زعفران سے لکھ کر گلے میں ڈالے ستر بلا سے محفوظ رہے (۱۵) جس گھر میں ہر روز تین مرتبہ پڑھا جائے اکثر بلا سے امن میں رہے (۱۶) اگر کوئی مطلب ہو تو ستائیس مرتبہ پڑھے شب جمعہ کو اور ستائیس چیزیں صدقہ کرے (۱۷) جس گھر میں یہ قصیدہ ہو چور وغیرہ سے محفوظ رہے (۱۸) جو اپنی عمر میں اس کو سات ہزار بار پڑھے اس کی عمر سو برس کی ہو جائے (۱۹) جو گلاب کے پانی پر پڑھ کر کپڑوں پر ڈالے عزیزِ خلق اللہ ہو جائے (۲۰) اگر سفر میں ہو تو روز ایک بار پڑھا کرے سفر کے مصائب سے محفوظ رہے (۲۱) جو قرض دار ہو ہزار مرتبہ پڑھے (۲۲) جس مطلب کے واسطے جمعہ کو اکتالیس بار خود پڑھے یا دوسرا اس کے لئے پڑھے مطلب اس کا حاصل ہو جائے (۲۳) جس گھر میں یہ قصیدہ پڑھا کرے سات چیزوں سے محفوظ رہے۔اول جنوں کے شر سے، دوسرے زنا سے، تیسرے چیچک سے، چوتھے آنکھوں کی بیماری سے، پانچویں نحوست سے، چھٹے دیوانگی سے، ساتویں مرگ مفاجات سے اور چیزیں اس کو زیادہ ہوں۔اول عمر دراز ہو، دوسرے رزق فراخ ہو، تیسرے صحت بدن، چوتھے دولت ونصرت، پانچویں نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھے، چھٹے غنی ہو، ساتویں خوشی وخرّمی ہو۔(۲۴) جو اس کی مداومت کرے اس کی معاون روح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو جو کوئی نقصان اُس کا چاہے تو اس کا کچھ نقصان نہ ہو بلکہ اسی چاہنے والے کا نقصان ہو (۲۵) جو چاہے نفع ونقصان سفر کا معلوم ہو جائے وہ تین بار اول ہزار بار درود شریف پڑھے اس کو خواب میں سفر کا

نفع ونقصان معلوم ہوجائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آگاہ کر دیں گے(۲۶) جو کوئی مسافر کا حال معلوم کرنا چاہے وہ شب جمعہ کو تین بار پڑھے اور درود شریف بھی پڑھے معلوم ہوجائے گا(۲۷) جن و پری کے آسیب کے لئے ایک بار روز چالیس دن تک پڑھے اور دم کرے(۲۸) جو کوئی بچہ پیدا ہوتو نو بار دریا کے پانی پر دم کر کے نہلائے وہ بچہ ہر بلا سے امن میں رہے گا(۲۹) دردِ زہ کے واسطے تین دفعہ گلاب کے پانی پر دم کر کے پانی میں ملا کر پلائے جلد خلاصی ہوا اور تھوڑا سا کمر پر بھی مل دے(۳۰) جو کشتی پر سوار ہو کر ایک بار پڑھے طوفان بھی ہو تو دفع ہوجائے(۳۱) جو قید ہوا سے پڑھا کرے رہا ہوجائے(۳۲) جس کی زمین میں کھیتی نہ ہوسکتی ہو تخم پر دم کر کے بوئے بہت پیداوار ہو(۳۳) جس کھیتی پر ٹڈی آئے سات بار پڑھ کر خاک پر دم کر کے ڈال دے جہاں وہ خاک پڑے گی وہاں نہیں آئے گی۔

خواصِ اشعار:۔شعر 1,2 کو پیالہ پر لکھ کر بارش کے پانی سے دھو کر کسی اڑیل جانور کو پلایا جائے تو وہ جلد سیدھا ہوجائیگا۔اگر کسی کو عربی زبان نہ آتی ہو تو اسے یہ پانی پلایا جائے تو وہ کم سے کم مدت میں عربی زبان سیکھ جائے گا۔

شعر 3 تا 7 کو لکھ کر اگر مشکوک کی گردن میں لٹکایا جائے تو وہ اپنے جرم کا اقرار کرلے گا۔

شعر 8 کو اگر کوئی عشاء کی نماز کے بعد اس کا ورد کرے اور اسی ہی عمل کے دوران اسے نیند آجائے تو امید ہے کہ وہ زیارتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوگا۔

شعر 9,10 ہر نماز کے بعد پابندی سے پڑھنے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ نفس احکامِ الٰہی کی بجا آوری کی جانب راغب ہوتا ہے اور منہیات سے کنارہ کشی اختیار کرلیتا ہے۔

شعر 11,12 کو ساعتِ زہرہ میں تانبے کے پتر پر لکھ کر اس نوشتہ کو بارش کے پانی سے دھو کر پی لیا جائے تو محبتِ صادق وحلال میں کامیابی حاصل ہوگی۔

شعر 13 تا 15 کو نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر گلاب سے لکھ کر پی لینے سے یہ خاصیت ہے کہ نفسِ سرکش مغلوب ہوجائے گا اور گناہوں سے توبہ کی توفیق ہوگی۔

شعر 14 تا 20 کو اگر کوئی شخص ہر نمازِ فرض کے بعد بیس بار پڑھے گا تو وہ کتاب وسنت پر عامل اور بدعت سے مصئون و مامون ہوجائے گا۔

شعر 22,23 کا شب جمعہ میں ورد قسی القلب (دل کی سختی) اور گناہگار شخص کو رقیق القلب (نرم دل) اور نیکوکار بنا دیتا ہے اور وہ گناہوں کے ارتکاب پر نادم ہوتا ہے۔

شعر 24,25 کی مواظبت کرنے والا غلبۂ نفس وشیطان سے ہمیشہ محفوظ رہیگا۔

شعر 26 تا 28 کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر کسی عمل اور علم میں 'ریا' یا 'غرور' کو دخل ہو تو ایسا شخص طلوعِ فجر کے وقت انہیں اکہتر بار پڑھے پھر انہیں لکھ کر بازو پر باندھ لے وہ متواضع ہوجائے گا اور غرور و ریا کا شائبہ بھی اس میں نہ ہوگا۔

شعر 29,30 کو اگر تختی پر لکھ کر سوتے وقت سرہانے رکھ لیا جائے تو بہ،غرضِ عبادت،شب بیداری کی عادت اور اعمالِ صالحہ سے دلچسپی پیدا ہوجائیگی۔

شعر 35,36 کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی مواظبت سے انسان کو مصائب سے نجات مل جاتی ہے۔

شعر 37 کو اگر ہر نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام کے ساتھ دس بار پڑھا جائے تو ایمان محفوظ رہتا ہے۔صلوٰۃ وسلام جو اس شعر سے پہلے پڑھے جائیں وہ صیغۂ مخصوصہ میں ہونے چاہئیں یعنی "**اللھم صل وسلم علی نبیک البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر**"

شعر 81,82 کو ہر نماز کے بعد سترہ بار پڑھنے سے قیدی یا حکومت سے خائف انسان کو قید وخوف سے رہائی مل جاتی ہے۔

شعر 83,84 کی خاصیت یہ ہے کہ انہیں پکی ہوئی مٹی کی تختی پر لکھ کر دھو کر پینے سے انسان کو بیماری سے نجات مل جاتی ہے۔

شعر 85 تا 87 کی خاصیت یہ ہے کہ انہیں مرگی کے مریض کی پیشانی پر لکھنے،کپڑے پر لکھ کر اس کی دھونی دینے اور تعویذ بنا کر گلے میں ڈالنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے۔

شعر 88 تا 102 کو پکی مٹی کی تختی پر گلاب اور زعفران سے لکھ کر سوتے وقت اور نیند سے اُٹھنے کے وقت پانی سے دھو کر پی لیا جائے تو لکنت (توتلاپن) چلی جائے گی اور عبادت میں جی لگے گا۔

دیگر خواص:۔حضرت علامہ سید خرپوتی حنفی قدس سرہ کی شرح سے چند دیگر خواص ملاحظہ فرمائیں

فَکَیْفَ تُنْکِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَھِدَتْ ‏ ‏ ‏ بِہٖ عَلَیْکَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

بعد اس کے کہ دو عادل گواہ! آنسو اور بیماری تیرے عشق پر شہادت دے رہے ہیں تو کس طرح پھر عشق سے انکار کرسکتا ہے؟

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَ الثَّقَلَیْنِ ‏ ‏ ‏ وَ الْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٖ

اوصافِ مذکورہ بالا کے مصداق جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو دین ودنیا،جنّ وبشر اور دونوں فریق عرب وعجم کے سردار ہیں۔

یہ بیت مبارک ہر قسم کے آسیب زدہ پر پڑھ کر دم کریں اور چینی پر لکھ کر پلائیں تو چند روز میں شفاء حاصل ہو بلکہ اس کا تعویذ لکھ کر گلے میں باندھ دیں۔

ضعفِ قلب وغمگینی وتنگیٔ نفس کے لئے یہ شعر مبارک حروفِ مقطعات میں سیب پر لکھ کر کھلائیں۔چند روز کھلانے سے صحت ہوگی اور اگر شیشہ کے برتن پر شعر لکھا جائے اور دھو کر پلایا

جائے توضیق النفس (تنگیٔ نفس) کو عجب الاثر ہے

لَوْ لَا الْھَوٰی لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلٰی طَلَلٍ وَ لَا اَرِقْتَ لِذِکْرِ الْبَانِ وَ الْعَلَمِ

اگر تجھے کسی کی محبت نہ ہوتی تو کھنڈرات پر کیوں آنسو بہاتا اور درخت بان اور کوہ اضم کی یاد میں کیوں راتوں کو جاگتا

حروفِ مقطعات لکھنے کے یہ معنی ہیں کہ مرکب حروف کو علیحدہ علیحدہ لکھا جائے۔ حسبِ طریقہ ذیل:

ل و ل اا ل ہ و ی ل م ت ر ق د م ع ا ع ل ی ط ل ل۔ و ل اا ر ق ت ل ذ ک ر ا ل ب ا ن و ا ل ع ل م

برائے قضاءِ حاجات وحصولِ مرادات تین بار یہ شعر پڑھ کر کام شروع کرے انشاءاللہ تعالیٰ حاجت ومقصد پورا ہو

فَکَیْفَ تُنْکِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَھِدَتْ بِہٖ عَلَیْکَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

بعد اس کے کہ دو عادل گواہ! آنسو اور بیماری تیرے عشق پر شہادت دے رہے ہیں تو کس طرح پھر عشق سے انکار کر سکتا ہے۔

اگر اپنی بیوی کی طرف سے کسی رازِ مخفی کا وہم ہو تو اس شعر کو لیموں کے پتے پر لکھ کر جبکہ وہ سو رہی ہو اُس کے سینہ پر رکھ دیں لیکن یہ خیال رہے کہ بائیں چھاتی پر رکھیں تو وہ سوتے ہوئے سب کچھ ظاہر کر دے گی۔

اگر کسی پر چوری کا شبہ ہو تو شعر مذکور مینڈک کی رنگی ہوئی کھال پر لکھ کر اپنے گلے میں ڈالے اور اُس سے سوال کرے وہ دہشت زدہ ہو کر علی الفور اقرارِ جرم کرے گا باذن اللہ تعالیٰ

نَعَمْ سَرٰی طَیْفُ مَنْ اَھْوٰی فَاَرَّقَنِیْ وَ الْحُبُّ یَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

ہاں ناگہانی رات کو معشوق کا خیال میرے پاس آیا اور اُس نے مجھے بیخواب کر دیا واقعی محبت لذات زندگی کو غم سے فنا کر دیتی ہے یا ان میں حائل ہو جاتی ہے۔

برائے مقہوریٔ اعداء گول کاغذ پر یہ شعر مدور سطر میں لکھ کر اپنے عمامہ کے اندر رکھے اور پیشانی کی طرف یہ شعر رکھے انشاءاللہ دشمن ذلیل ہو اور خود اُس کے شر سے محفوظ رہے

مَحَضْتَنِیْ النُّصْحَ لٰکِنْ لَسْتُ اَسْمَعُہٗ اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِیْ صَمَمٖ

ناصح تو بیشک مجھے خلوصِ دل کے ساتھ نصیحت کرتا ہے لیکن افسوس کہ میں اس کو سن نہیں سکتا کیونکہ عاشق ملامت گروں کی ملامت سننے سے بہرا ہوتا ہے۔

جرائم پیشہ کی اصلاح کے لئے یہ عمل عجیب الاثر ہے۔ مندرجہ ذیل شعر ایک کاغذ پر بعد نماز جمعہ گلاب کے عرق سے دھو کر پلائیں اور اُسی جگہ روبقبلہ بٹھائیں اور خشوع وخضوع سے بارگاہ الٰہی میں دعائے توفیق توبۃ النصوح کرائیں۔ عصر ومغرب وہاں ہی پڑھی جائے عشاء تک اسی طرح صلوٰۃ وسلام بخشوع وخضوع پڑھا جائے تو انشاءاللہ ہر قسم کے کبائر سے محفوظ رہے۔

وَ لَا یُطِعْ مِنْھُمَا خَصْمًا وَ لَا حُکْمًا فَاَنْتَ تَعْرِفُ کَیْدَ الْخَصْمِ وَ الْحَکَمِ

نفس اور شیطان دونوں کی کسی حالت میں بھی اطاعت نہ کر خواہ وہ بلباس مخالف ہوں یا بلباس حاکم۔ عادل ایسے مخالف اور حاکم کے مکروں کو تو خوب جانتا ہے۔

برائے حاجاتِ دینی ودنیوی یہ بیت مبارک ایک مجلس میں ایک ہزار ایک مرتبہ معہ اول وآخر درود وقصیدہ گیارہ گیارہ بار پڑھے انشاءاللہ ایک ہی مجلس کے پڑھنے سے مراد پوری ہو اور اگر اتنی مقدار نہ پڑھ سکے تو میرا تجربہ ہے کہ ہر وقت پڑھتا رہے تو بھی اس کی برکات سے محروم نہیں رہتا بفضلہٖ تعالیٰ مراد پوری ہوتی ہے۔

ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحَمٖ

آپ خدا تعالیٰ کے وہ محبوب ہیں کہ مصیبتوں میں ہر ایک سخت مصیبت میں آپ کی شفاعت کی توقع کی جاتی ہے۔

برائے آسانی سکرات بالینِ مریض پر پڑھیں اگر وقت پورا ہو چکا ہے موت آسانی سے ہوگا ورنہ شفاءِ عاجلہ حاصل ہو۔

لَوْنَا سَبَتْ قَدْرَہٗ اٰ یَاتُہٗ عِظَمًا اَحْیَ اسْمُہٗ حِیْنَ یُدْعٰی دَارِسَ الرِّمَمٖ

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات عظمت میں حضور کی قدر ومنزلت کے برابر ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک جس وقت بوسیدہ ہڈیوں پر پڑھا جاتا تو انہیں زندہ کر دیتا۔

جنگل یا آبادی میں جب کہ وحوش وسباع کا خطرہ ہو تو یہ شعر سات بار یا نو بار پڑھ کر اپنے گرد انگشت سبابہ (شہادت کی انگلی سے اپنے گرد دائرہ لگا لے) سے حصار کر لے انشاءاللہ دائرہ کے اندر وہ وحشی داخل نہ ہو سکے گا بلکہ درندہ مزاج (درندہ صفات یعنی ظالم) کا انسان بھی ہوگا تو اُس سے بھی محفوظ رہے گا۔

وِقَایَۃُ اللّٰہِ اَغْنَتْ عَنْ مُّضَاعَفَۃٍ مِّنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمٖ

خداوند تعالیٰ کی حفاظت نے آپ کو دہری زرہوں اور بلند قلعوں کی پناہ سے بے نیاز کر دیا تھا۔

سفر میں جاتے ہوئے یہ بیت مبارک ایک کاغذ پر لکھ کر پہلا مصرعہ اپنے گھر میں رکھ دے دوسرا مصرعہ اپنے ساتھ سفر میں لے جائے انشاءاللہ بعافیت گھر واپس آئے۔

مَاسَامَنِی الدَّھْرُ ضَیْمًا وَّاسْتَجَرْتُ بِہٖ   اِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِّنْہُ لَمْ یُضِمِ

زمانہ نے مجھے کبھی تکلیف اور ضرر نہیں دیا جس حالت میں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالبِ پناہ ہوا ہوں مگر میں آپ سے ایسی پناہ کے حاصل کرنے پر فائز ہوا کہ جس کو طاقت مغلوب نہیں کر سکتی یعنی دائمی امداد ملی۔

اگر کسی عورت نے مرد کو باندھ دیا ہو یعنی اُس کے سوا کسی سے مجامعت کے قابل نہ سکتا ہو تو تین انڈے مرغ کے جوش دے کر چھیلے اور انڈوں پر حروفِ مہملہ میں پہلا مصرع اس طرح لکھے کہ دونوں انڈوں کے چاروں طرف حروف پُر ہو جائے اور دوسرا مصرع تیسرے انڈے پر اُسی طرح لکھ کر پہلے مصرع کے دونوں انڈے خود کھالے اور تیسرا انڈا عورت کو کھلا دے انشاءاللہ کھل جائے گا اور سحر سفلی جو اُس پر کیا گیا ہے رد ہو جائے گا۔

وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِّلْتَ مَنْزِلَۃً   مِّنْ قَابَ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَکْ وَلَمْ تُرَمِ

اور آپ رات چڑھتے چڑھتے منزل قاب قوسین تک پہنچے یعنی آپ اور خدا تعالیٰ کے درمیان دو گوشہ کمان کا فرق تھا۔ یہ منزل ایسی ہے جو نہ قبل ازیں حاصل کی گئی اور نہ طلب کی گئی یعنی نہ اس سے پہلے نہ کبھی کوئی یہاں تک پہنچا اور نہ اس کا طلبگار رہا۔

جس شخص کے دل میں حزن وملال یا تنگی ہو اور مکدر (کدورت آمیز، رنجیدہ) رہتا ہو اُسے یہ بیت مبارک حروفِ مقطعہ میں سیب پر لکھ کر کھلائیں انشاءاللہ رفعِ مرض ہوگا اور اگر شیشہ پر لکھ کر دھو کر پلا دیں تو بھی مفید ہوگا لیکن تفاح یعنی سیب پر لکھ کر دینا زیادہ مفید ہے۔

فَکَیْفَ تُنْکِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَھِدَتْ   بِہٖ عَلَیْکَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

بعد اس کے کہ دو عادل گواہ! آنسو اور بیماری تیرے عشق پر شہادت دے رہے ہیں تو کس طرح پھر عشق سے انکار کر سکتا ہے۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَ الثَّقَلَیْنِ   وَ الْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ

اوصافِ مذکورہ بالا کے مصداق جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو دین و دنیا، جن و بشر اور دونوں فریق عرب وعجم کے سردار ہیں۔

یہ بیت مبارک ہر قسم کے آسیب زدہ پر پڑھ کر دم کریں اور چینی پر لکھ کر پلائیں تو چند روز میں شفاء حاصل ہو بلکہ اس کا تعویذ لکھ کر گلے میں باندھ دیں۔

قصیدہ بردہ شریف مع ترجمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

یہ درود شریف اول وآخر اس قصیدہ شریف کے روبقبلہ ہو کر سترہ سترہ مرتبہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی اور اُمی ہیں۔ آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر اور بھیج برکت اور سلام

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَمِ   ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمِ

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جو مخلوق کو عدم سے پیدا کرنے والا ہے پھر درود ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہمیشہ سے برگزیدہ ہیں۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

میرے مولیٰ درود اور سلام ہمیشہ ہمیشہ بھیج اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں افضل و برتر ہیں۔

اَلْفَصْلُ الاَوَّلُ فِیْ ذِکْرِ عِشْقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

پہلی فصل: ﴿رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت کے بیان میں﴾

اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٍ   مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُّقْلَۃٍ بِدَمِ

کیا تو نے مقامِ ذی سلم کے ہمسایوں کی یاد میں آنسوؤں کو (جو تیری) آنکھ سے جاری ہیں خون سے ملا دیا ہے۔

اَمْ هَبَّتِ الرِّيْحُ مِنْ تِلْقَآءِ كَاظِمَةٍ　　وَ اَوْمَضَ الْبَرْقُ فِي الظُّلْمَآءِ مِنْ اَضَمِ

یا موضع (مقام) کاظمہ کی طرف سے ہوا چل رہی ہے یا شبِ تاریک میں اضم سے بجلی چمک رہی ہے۔

فَمَا لِعَيْنِيكَ اِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا　　وَ مَا لِقَلْبِكَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِم

پس اگر یہ نہیں تو تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا کہ اگر تو انہیں کہتا ہے کہ تھم جاؤ تو وہ اور بھی زیادہ بہنے لگتی ہیں اور تیرے دل پر کون سی آفت آن پڑی کہ اگر تو اسے کہے کہ سنبھل جا تو زیادہ غمگین ہو جاتا ہے۔

اَيَحْسَبُ الصَّبُّ اَنَّ الْحُبَّ مُنْكَتِمٌ　　مَا بَيْنَ مُنْسَجِمٍ مِّنْهُ وَ مُضْطَرِمِ

کیا عاشق یہ خیال کر سکتا ہے کہ رازِ محبت اس کے اشکِ رواں اور دل بریاں (مضطرب) کے ہوتے ہوئے چھپ سکے گا ہر گز نہیں

لَوْ لَا الْهَوٰى لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلٰى طَلَلٍ　　وَلَا اَرِقْتَ لِذِكْرِ الْبَانِ وَ الْعَلَمِ

اگر تجھے کسی کی محبت نہ ہوتی تو کھنڈرات پر کیوں آنسو بہاتا اور درخت بان اور کوہ اضم کی یاد میں کیوں راتوں کو جاگتا؟

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ　　بِهٖ عَلَيْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

بعد اس کے کہ دو عادل گواہ آنسو اور بیماری تیرے عشق پر شہادت دے رہے ہیں تو کس طرح پھر عشق سے انکار کر سکتا ہے؟

وَ اَثْبَتَ الْوَجْدُ خَطَّيْ عَبْرَةٍ وَّضَنًى　　مِثْلَ الْبَهَارِ عَلٰى خَدَّيْكَ وَ الْعَنَمِ

اور تو عشق سے کس طرح انکار کر سکتا ہے جب غم نے تیرے رخساروں پر دو نشان آنسو اور لاغری کے مثل گلابِ زرد اور درختِ غم کے نمایاں کر دیئے ہیں۔

نَعَمْ سَرٰى طَيْفُ مَنْ اَهْوٰى فَاَرَّقَنِيْ　　وَ الْحُبُّ يَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

ہاں ناگہانی رات کو معشوق کا خیال میرے پاس آیا اور اُس نے مجھے بیخواب کر دیا واقعی محبت لذاتِ زندگی کو غم سے فنا کر دیتی ہے یا ان میں حائل ہو جاتی ہے۔

يَا لَآئِمِيْ فِي الْهَوٰى الْعُذْرِيِّ مَعْذِرَةً　　مِنِّيْ اِلَيْكَ وَ لَوْ اَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ

اے میرے سرزنش کرنے والے میرا عشق جس کی نسبت آپ مجھے ملامت کرتے ہیں بنی عذرہ کے جوانوں کا عشق ہے جو کبھی زائل نہیں ہو سکتا۔ میرا عذر قبول کیجئے کہ میں اس عشق میں مجبور ہوں اس لئے ہٹ نہیں سکتا اگر تو انصاف کرتا تو مجھے ملامت نہ کرتا۔

عَدَتْكَ حَالِيْ لَا سِرِّيْ بِمُسْتَتِرٍ　　عَنِ الْوُشَاةِ وَلَا دَائِيْ بِمُنْحَسِمِ

تمہارے سوا اور لوگوں تک بھی میرے عشق کا چرچا پہنچ چکا ہے اب تو میرا راز غمازوں (چغلخوروں) سے پوشیدہ رہ سکتا ہے نہ میرا مرض دور ہو سکتا ہے۔

مَحَضْتَنِيْ النُّصْحَ لٰكِنْ لَسْتُ اَسْمَعُهٗ　　اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِيْ صَمَمِ

ناصح تو بیشک مجھے خلوصِ دل کے ساتھ نصیحت کرتا ہے لیکن افسوس کہ میں اس کو سن نہیں سکتا کیونکہ عاشق ملامت گروں کی ملامت سننے سے بہرا ہوتا ہے۔

اِنِّيْ اتَّهَمْتُ نَصِيْحَ الشَّيْبِ فِيْ عَذَلِيْ　　وَ الشَّيْبُ اَبْعَدُ فِيْ نُصْحٍ عَنِ التُّهَمِ

ہر چند کہ پیری اپنے ناصح ہونے میں (بوجہ قدرتی ناصح کے) ناراستی کی تہمت سے پاک اور مبرا ہے لیکن میں اس کو اس ملامت میں جو وہ مجھ کو کرتی ہے متہم کرتا ہوں اس کو سچا نہیں جانتا۔

الفَصْلُ الثَّانِيْ فِيْ مَنْعِ هَوَى النَّفْسِ

فصل دوم ﴿خواہشاتِ نفس کی مذمت﴾

فَاِنَّ اَمَّارَتِيْ بِالسُّوْٓءِ مَا اتَّعَظَتْ　　مِنْ جَهْلِهَا بِنَذِيْرِ الشَّيْبِ وَ الْهَرَمِ

کیونکہ فی الحقیقت میرے نفس امارہ نے جو بُرائی کی طرف کھینچتا ہے اپنی جہالت سے ڈرانے والے بڑھاپے کے وعظ کو قبول نہ کیا۔

وَ لَا اَعَدَّتْ مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِيْلِ قِرٰى　　ضَيْفٍ اَلَمَّ بِرَاْسِيْ غَيْرَ مُحْتَشِمِ

اور اس مہمان کے لئے جو بے خبر اور بلا درخواست میرے سر پر آ موجود ہوا میرے نفسِ امارہ نے اعمال (حسنہ) سے اس کی کوئی آؤ بھگت نہیں کی۔

لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنِّيْ مَا اُوَقِّرُهٗ　　كَتَمْتُ سِرًّا بَدَا لِيْ مِنْهُ بِالْكَتَمِ

اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں اس مہمان کی عزت نہیں کروں گا تو میں اس راز (موئے سفید) کو اس مہمان کے باعث ظاہر ہو وسمہ سے چھپا لیتا۔

مَنۡ لِیۡ بِرَدِّ جِمَاحٍ مِنۡ غَوَایَتِھَا   کَمَا یُرَدُّ جِمَاحُ الۡخَیۡلِ بِاللُّجُمِ

کیا کوئی شخص میرے لئے اس امر کا ذمہ لیتا ہے کہ میرے نفس کی سرکشی کو جو گمراہی میں مبتلا ہے روک دے جس طرح سرکش گھوڑے کو لگام سے روکا جاتا ہے۔

فَلَا تَرُمۡ بِالۡمَعَاصِیۡ کَسۡرَ شَھۡوَتِھَا   اِنَّ الطَّعَامَ یُقَوِّیۡ شَھۡوَۃَ النَّھِمِ

نفسِ سرکش کی خواہش کو گناہوں سے توڑنے کا ارادہ مت کر کیونکہ طعام بسیار خوار کی خواہش کو زیادہ تقویت دیتا ہے۔

وَ النَّفۡسُ کَالطِّفۡلِ اِنۡ تُھۡمِلۡہُ شَبَّ عَلٰی   حُبِّ الرَّضَاعِ وَ اِنۡ تَفۡطِمۡہُ یَنۡفَطِمِ

نفس کی مثال اس شیر خوار بچہ کی سی ہے جس کو تو اگر دودھ پینے چھوڑ دے تو وہ دودھ کی محبت ہی میں جوان ہوگا (یعنی جوانی تک دودھ پینے کا عادی رہے گا) اور اگر تو اسے دودھ پینے سے روک دے تو وہ رک جائے گا۔

فَاصۡرِفۡ ھَوَاھَا وَ حَاذِرۡ اَنۡ تُوَلِّیَہٗ   اِنَّ الۡھَوٰی مَا تَوَلّٰی یُصۡمِ اَوۡ یَصِمِ

نفس کو اپنی خواہش سے روک اور ڈر یعنی ہوشیار رہ کہ کہیں تو اس کو اپنا حاکم نہ بنادے کیونکہ ہوائے نفس جس پر غالب آجاتی ہے تو اس کو یا تو مار ڈالتی ہے یا نکما کر دیتی ہے۔

وَرَاعِھَا وَھِیَ فِی الۡاَعۡمَالِ سَائِمَۃٌ   وَ اِنۡ ھِیَ اِسۡتَحَلَّتِ الۡمَرۡعٰی فَلَا تُسِمِ

جس حالت میں نفس سرکش (چراگاہ) اعمال میں چر رہا ہو اس کی پوری پوری حفاظت کر اور اگر وہ چراگاہ کو خوشگوار خیال کرنے لگے تو مت چرنے دے۔

کَمۡ حَسَّنَتۡ لَذَّۃً لِلۡمَرۡءِ قَاتِلَۃً   مِنۡ حَیۡثُ لَمۡ یَدۡرِ اَنَّ السَّمَّ فِی الدَّسَمِ

نفس کئی خواہشوں کو اس طرح بنا سنوار کر آدمی کے سامنے پیش کرتا ہے جو اس کے لئے مہلک ہوتی ہیں وہ نہیں جانتا کہ بعض مرتبہ چرب لذیذ کھانے میں زہر ملا ہوتا ہے۔

وَ اخۡشَ الدَّسَآئِسَ مِنۡ جُوۡعٍ وَّ مِنۡ شَبَعٍ   فَرُبَّ مَخۡمَصَۃٍ شَرٌّ مِّنَ التُّخَمِ

بھوک اور سیری کے اندرونی نقصانات سے ڈرتا رہ کیونکہ بسا اوقات بھوک شکم سیری کی نسبت زیادہ بُری ثابت ہوتی ہے۔

وَ اسۡتَفۡرِغِ الدَّمۡعَ مِنۡ عَیۡنٍ قَدِ امۡتَلَاَتۡ   مِنَ الۡمَحَارِمِ وَ الۡزَمۡ حِمۡیَۃَ النَّدَمِ

اپنی آنکھ سے جو ارتکاب حرام کے گناہوں سے پُر ہے رو رو کر آنسو بہا اور اس توبہ پر جو ندامتِ گناہ کے بعد تو نے کی ہے ثابت قدم رہ۔

وَ خَالِفِ النَّفۡسَ وَ الشَّیۡطَانَ وَاعۡصِھِمَا   وَ اِنۡ ھُمَا مَحَضَاکَ النُّصۡحَ فَاتَّھِمِ

نفس اور شیطان کی پوری پوری مخالفت کر اور ان کا کہنا ہرگز نہ مان اور اگر یہ کہیں کہ ہم محض خیر اندیشی سے یہ نصیحت کرتے ہیں کہ تو بھی ان کو جھوٹا سمجھ۔

وَ لَا یُطِعۡ مِنۡھُمَا خَصۡمًا وَ لَا حَکَمًا   فَاَنۡتَ تَعۡرِفُ کَیۡدَ الۡخَصۡمِ وَ الۡحَکَمِ

نفس اور شیطان دونوں کی کسی حالت میں بھی اطاعت نہ کر خواہ وہ بلباس مخالف ہوں یا بلباس حاکم۔ عادل ایسے مخالف اور حاکم کے مکروں کو تو خوب جانتا ہے۔

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ مِنۡ قَوۡلٍ بِلَا عَمَلٍ   لَقَدۡ نَسَبۡتُ بِہٖ نَسۡلًا لِّذِیۡ عُقُمِ

ایسے کلام سے جس پر میں خود کاربند نہیں ہوں میں خدا تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ خدا کی قسم میرا لوگوں کو نصیحت کرنا گویا بانجھ عورت کی طرف اولاد کو منسوب کرنا ہے۔

اَمَرۡتُکَ الۡخَیۡرَ لٰکِنۡ مَّا ائۡتَمَرۡتُ بِہٖ   وَ مَا اسۡتَقَمۡتُ فَمَا قَوۡلِیۡ لَکَ اسۡتَقِمِ

تجھ کو تو میں نیکی کا حکم دیتا ہوں لیکن میں خود اس حکم کی فرمانبرداری نہیں کرتا جب میں خود سیدھے راستے پر نہیں چلتا تو میرا تجھے یہ کہنا کہ سیدھے راستے پر چل بے معنی ہے یا کہ اس کی تاثیر درحقیقت کیا ہوسکتی ہے۔

وَ لَا تَزَوَّدۡتُ قَبۡلَ الۡمَوۡتِ نَافِلَۃً   وَ لَمۡ اُصَلِّ سِوٰی فَرۡضٍ وَ لَمۡ اَصُمِ

میں نے مرنے سے پہلے نوافل کا کچھ توشہ حاصل نہیں کیا نہ میں نے فرض نماز کے سوا نماز پڑھی اور نہ میں نے فرضی روزوں کے سوا کبھی روزے رکھے۔

الفصل الثالث فِیۡ مَدۡحِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

فصل سوم ﴿ ثنائے نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ﴾

ظَلَمۡتُ سُنَّۃَ مَنۡ اَحۡیَ الظَّلَامَ اِلٰی   اَنِ اشۡتَکَتۡ قَدَمَاہُ الضُّرَّ مِنۡ وَرَمِ

افسوس میں نے اس ذاتِ اقدس کے طریقہ مسنونہ کی پیروی نہ کی جو اندھیری رات کو زندہ رکھتے تھے۔ عبادت کے لئے کھڑے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدمین مبارک ورم سے بیمار ہوجاتے تھے یا ورم کی شکایت کرتے تھے۔

وَ شَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَائَهُ وَ طَوىٰ   تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًامُتْرَفَ الْاَدَمِ

وہ ذاتِ اقدس جس نے بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ کو کسا اور اپنے نازک پہلو پر پتھر باندھا۔

وَ رَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ   عَنْ نَفْسِهٖ فَاَرَاهَا اَيَّمَا شَمَمِ

سونے کے بلند پہاڑوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پھسلانا چاہا پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت استغناء ظاہر کیا کچھ پرواہ نہ کی۔

وَ اَكَّدَتْ زُهْدَهُ فِيْهَا ضَرُوْرَتُهٗ   اِنَّ الضُّرُوْرَةَ لَا تَعْدُوْا عَلَى الْعِصَمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی حاجت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد کو اور بھی زیادہ مستحکم کر دیا فی الحقیقت احتیاجِ دنیوی عصمت حقیقی پر غالب نہیں آسکتی۔

وَ كَيْفَ تَدْعُوْا اِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ   لَوْ لَاهُ لَمْ تُخْرَجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

کس طرح ممکن کہ ایسی ذاتِ اقدس کو اس کی ضرورت دنیا کی طرف بلائے کہ آپ پیدا نہ ہوتے تو دنیا ہی عدم سے وجود میں نہ آتی۔

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَ الثَّقَلَيْنِ   وَ الْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ

اوصافِ مذکورہ بالا کے مصداق جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو دین و دنیا، جن و بشر اور دونوں فریق عرب وعجم کے سردار ہیں۔

نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِيْ فَلَا اَحَدٌ   اَبَرَّ فِيْ قَوْلٍ لَا مِنْهُ وَ لَا نَعَمِ

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اچھے کاموں کی ہدایت کرنے والے اور بُرے کاموں سے روکنے والے ہیں پس کوئی نہی و امر کے بیان کرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ راست گو نہیں ہے یا کسی سوال کے جواب دینے میں آپ سے بڑھ کر کوئی اور صادق نہیں ہے خواہ وہ جواب نفی میں ہو یا اثبات میں کیونکہ جواب کی یہی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ   لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحَمِ

آپ خدا تعالیٰ کے وہ محبوب ہیں کہ مصیبتوں میں ہر ایک سخت مصیبت میں آپ کی شفاعت کی توقع کی جاتی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے "أنا حبيب الله و لا فخر" میں اللہ کا پیارا ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں۔

(سنن الترمذی، ابواب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۳۶۳۶، جلد ۵ صفحہ ۳۵۴، ۳۵۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

دَعَا اِلَى اللّٰهِ فَالْمُسْتَمْسِكُوْنَ بِهٖ   مُسْتَمْسِكُوْنَ بِحَبْلٍ غَيْرَ مُنْفَصِمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا پس جو لوگ آپ کے دامانِ عالی سے وابستہ ہیں وہ درحقیقت ایسی مضبوط رسی پکڑے ہوئے ہیں جو ٹوٹنے والی نہیں۔

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَّ فِيْ خُلُقٍ   وَ لَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَّ لَا كَرَمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسنِ صورت اور حسنِ سیرت میں سب پیغمبروں پر سبقت لے گئے ہیں اور کوئی پیغمبر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبہ معرفت اور سخاوت تک نہیں پہنچ سکتا۔

وَ كُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ   غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

تمام پیغمبر علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے معرفت اور بارانِ رحمت سے پانی کے چلو یا قطرۂ آب کی درخواست کرتے ہیں۔

وَ وَاقِفُوْنَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمْ   مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

تمام پیغمبر علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے اپنے رتبہ پر کھڑے ہوئے ہیں اور اس حد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حد و رتبہ سے وہ نسبت ہے جو نقطہ کو علم سے اور اعراب کو کتابِ حکمت سے ہوتی ہے۔

فَهُوَ الَّذِيْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَ صُوْرَتُهٗ   ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

پس آپ وہ اشرف الانبیاء ہیں جن کی صورت اور سیرت مکمل ہوگئی پھر خدائے خالق نے آپ کو اپنا دوست منتخب فرمایا۔

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ   فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالاتر ہیں اس امر سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبی صفات میں کوئی اور شریک ہو سکے پس اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جوہر حسن تقسیم نہیں ہوسکتا۔

دَعْ مَاادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمِ   وَاحْكُمْ بِمَاشِئْتَ مَدْحًافِيْهِ وَاحْتَكِمِ

جو کچھ نصاریٰ نے اپنے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت دعا کی (یعنی خدا کا بیٹا کہا) اس کو چھوڑ دے باقی جو تیرا جی چاہے بحالت مدح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلتوں کو بیان کر۔

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ	وَّانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٖ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی طرف جس کمال کو تو چاہتا ہے اور آپ کے رتبہ کے متعلق جس بزرگی کو چاہے منسوب کر۔

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللہِ لَیْسَ لَہٗ	حَدٌّفَیُعْرِبَ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کی کوئی حدونہایت نہیں ہے جس کو بولنے والا بیان کر سکے۔

لَوْنَا سَبَتْ قَدْرُہٗ اٰ یَا تُہٗ عِظَمًا	اَحْیَ اسْمُہٗ حِیْنَ یُدْعٰی دَارِسِ الرِّمَمٖ

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات عظمت میں حضور کی قدر ومنزلت کے برابر ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک جس وقت بوسیدہ ہڈیوں پر پڑھا جاتا تو انہیں زندہ کر دیتا۔

لَمْ یَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیَ الْعُقُوْلُ بِہٖ	حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَھِمٖ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ اس شفقت کے جو ہم سے رکھتے تھے ایسی چیزوں سے جن کے سمجھنے میں لوگوں کی عقلیں حیرت زدہ ہو جائیں ہم کو آزمائش اور محنت میں نہیں ڈالا۔ اس لئے نہ تو ہم شک ووہم میں پڑے اور نہ حیرت زدہ ہوئے۔

اَعْیَی الْوَرٰی فَھْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُرٰی	فِی الْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْفَحِمٖ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہم وکمالات نے خلقت کو عاجز کر دیا پس کسی شخص کو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب یا بعید زمانہ یا مقام کا ہو بجز اس کے کہ وہ اظہارِ کمالات نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کرنے میں عاجز ہو دیکھا نہیں جاتا۔

کَالشَّمْسِ تَظْھَرُ لِلْعَیْنَیْنِ مِنْ بُعُدٍ	صَغِیْرَۃً وَّتُکِلُّ الطَّرْفُ مِنْ اَمَمٖ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال آفتاب کی سی ہے جو دور سے تو آنکھوں میں چھوٹا دکھائی دیتا ہے اور نزدیک سے آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے۔

وَکَیْفَ یُدْرِکُ فِی الدُّنْیَا حَقِیْقَتَہٗ	قَوْمٌ نِّیَامٌ تَسَلَّوْا عَنْہُ بِالْحُلُمٖ

جو قوم خفتہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سے محروم رہ کر اپنے خواب وخیال پر قانع ہے وہ کیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو دنیا میں پا سکتی ہے (یعنی نہیں پا سکتی)

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْہِ اَنَّہٗ بَشَرٌ	وَّاَنَّہٗ خَیْرُ خَلْقِ اللہِ کُلِّھِمٖ

پس ہمارے علم کا منتہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کی نسبت صرف یہی کافی ہے کہ آپ انسان ہیں اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔

وَکُلُّ اٰیٍ اَتَی الرُّسُلُ الْکِرَامُ بِھَا	فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِہٖ بِھِمٖ

جس قدر معجزات انبیاء علیہم السلام دنیا میں لائے فی الحقیقت وہ تمام ان کو آپ کے نور سے حاصل ہوئے۔

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا	یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمٖ

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آفتابِ کمال ہیں اور باقی انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں بمنزلہ ستاروں کے ہیں جو علم اور ہدایت کی روشنی کو ضلالت اور جہالت کی ظلمت میں اہلِ دنیا پر ظاہر کرتے ہیں۔

حَتّٰی اِذَا طَلَعَتْ فِی الْکَوْنِ عَمَّ ھُدَا	ھَاالْعٰلَمِیْنَ وَاَحْیَتْ سَآئِرَ الْاُ مَمٖ

یہاں تک کہ جب یہ آفتابِ کمال روشن ہوا تو اس کی روشنی ہدایت تمام دنیا پر پھیل گئی اور اس نے گروہوں کو زندہ کیا۔

اَکْرِمْ بِخَلْقِ نَبِیٍّ زَانَہٗ خُلُقٌ	بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمٖ

اللہ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی ساخت کیسی (اعلیٰ افضل) ہے جس کو پیرایۂ اخلاق نے اور بھی زیادہ خوبصورت بنا رکھا ہے آپ چادرِ حسن میں لپٹے ہوئے اور تازہ روئی اور خندہ پیشانی میں شہرۂ آفاق ہیں۔

کَالزَّھْرِ فِیْ تَرَفٍ وَّالْبَدْرِ فِیْ شَرَفٍ	وَّالْبَحْرِ فِیْ کَرَمٍ وَّالدَّھْرِ فِیْ ھِمَمٖ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تازگی میں شگوفہ (گل) بزرگی میں چودھویں رات کے چاند اور بخشش میں دریا اور ہمت میں زمانہ ہیں۔

کَاَنَّہٗ وَھُوَ فَرْدٌ فِیْ جَلَا لَتِہٖ	فِیْ عَسْکَرٍ حِیْنَ تَلْقَاہُ وَفِیْ حَشَمٖ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہیبت اور رعب جلالت میں فردِ یگانہ ہیں جب کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا دیکھے گا تو مجھے ایسا معلوم ہوگا کہ آپ کے ساتھ خدمت گاروں کا انبوہِ کثیر اور سپاہیوں کا لشکر عظیم ہے۔

كَاَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ فِيْ صَدَفٍ   مِّنْ مَّعْدِنَىْ مَنْطِقٍ مِّنْهُ وَ مُبْتَسَمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو معدنوں اول زبان درفشاں سے وقت تکلم جو کلمات ارشاد ہوتے ہیں دوم دہن پاک سے بوجہ تبسم جب دندانِ مبارک درخشاں ہوتے ہیں تو وہ مثل ان موتیوں کے ہیں جو ابھی سیپ میں پوشیدہ ہیں یعنی سیپ کا موتی بمقابلہ عام موتیوں کے زیادہ شفاعت و درخشاں ہوتا ہے۔

اس لئے ناظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو ''الْمَكْنُوْنُ فِيْ صَدَفٍ'' لکھا۔

لَاطِيْبَ يَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ اَعْظُمَهٗ   طُوْبٰى لِمُنْتَشِقٍ مِّنْهُ وَ مُلْتَثِمِ

کوئی خوشبو اس خاکِ پاک کی برابری نہیں کر سکتی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مطہر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِيْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فصل چہارم ﴿میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

اَبَانَ مَوْلِدُهٗ عَنْ طِيْبِ عُنْصُرِهٖ   يَاطِيْبَ مُبْتَدَاءٍ مِّنْهُ وَ مُخْتَتَمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ ولادت مبارک نے بسببِ حضور کی پاکیٔ فطرت کے بہت سے عجائب امور کو ظاہر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسنِ ابتداء (ولادت) اور حسنِ خاتمہ (رحلت) یا یہ معنیٰ کہ بسببِ ظہور امورِ غریبہ ولادت نے آپ کے جسمِ مبارک کی پاکیزگی و لطافت کو ظاہر کیا۔

يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيْهِ الْفُرْسُ اَنَّهُمْ   قَدْ اُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن وہ دن تھا جب اہلِ فارس نے فراست سے معلوم کر لیا کہ وہ عنقریب سختی اور عذاب کے نزول سے ڈرائے جائیں گے یعنی ان پر تنگی اور عذاب نازل ہوگا۔

وَبَاتَ اِيْوَانُ كِسْرٰى وَهُوَ مُنْصَدِعٌ   كَشَمْلِ اَصْحَابِ كِسْرٰى غَيْرَ مُلْتَئِمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن کسریٰ کا محل ایسا پاش پاش ہو گیا جیسے نوشیرواں لشکر تتر بتر ہو گیا اور پھر وہ آپس میں اکٹھا نہ ہو سکا یعنی جس طرح اہلِ فارس قابلِ اجتماع نہ رہا اسی طرح محلِ کسریٰ قابلِ مرمت نہ رہا۔

وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ   عَلَيْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ مِنْ سَدَمِ

آگ کے شعلے اس وجہ سے کہ وہ سادہ ندی کے خشک ہونے پر اشکِ حسرت بہاتے تھے بجھ گئے اور نہر فرات کی آنکھ بسبب شرمندگی غلط بیں ہو گئیں اپنی دامادی چھوڑ کر دوسری جگہ بہنے لگی۔

وَسَآءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا   وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِيْنَ ظَمِ

ساوہ کے رہنے والوں کو اس امر نے اندوہناک کیا کہ ان کے بحیرہ کا پانی جذب ہو گیا اور اُن کے گھاٹ پر آنے والا تشنہ اور خشمگی واپس کیا گیا۔

كَاَنَّ بِالنَّارِ مَابِالْمَآءِ مِنْ بَلَلٍ   حُزْنًا وَّبِالْمَآءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمِ

گویا غم کی وجہ سے آگ میں پانی کی خاصیت (کہ جو چیز اس میں ڈالی جاتی ہے) وہ بھیگ جاتی ہے یعنی حرارت اور پانی میں آگ کی خاصیت (کہ جو چیز اس میں ڈالی جاتی ہے وہ جل جاتی ہے) یعنی سوزش پیدا ہو گئی۔

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَةٌ   وَّالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَّعْنًى وَّمِنْ كَلِمِ

جن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر شہادت دے رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے انوار چمک رہے ہیں اور صداقت معناً ولفظاً ظاہر ہو رہی ہے۔

عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَآئِرِ لَمْ   تُسْمَعْ وَ بَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

منکرین ایسے اندھے اور بہرے ہو گئے کہ نہ انہیں اعلانِ بشارت سنائی دیتا ہے نہ غضب الٰہی کی بجلی یا اسلام کی تلوار انہیں نظر نہیں آتی۔

مِنْۢ بَعْدِمَآ اَخْبَرَالْاَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ   بِاَنَّ دِيْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ

وہ جان بوجھ کر اندھے اور بہرے ہوگئے باوجودیکہ اس سے پہلے ان کے قبائل کا منجم (کاہن) انہیں یہ خبر دے چکا تھا کہ ان کا دین باطل اب قائم نہیں رہ سکے گا۔

وَ بَعْدَ مَاعَایَنُوْافِی الْاُفُقِ مِنْ شُهُبٍ مُنْقَضَّةٍ وَّفْقَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ صَنَمِ

وہ لوگ ایسے اندھے اور بہرے ہوگئے کہ باوجودیکہ انہوں نے آسمان سے ستاروں کو اس طرح گرتے دیکھا جس طرح کہ زمین پر بت اوندھے گر رہے تھے مگر پھر بھی ایمان نہ لائے۔

حَتّٰی غَدَاعَنْ طَرِیْقِ الْوَحْیِ مُنْهَزِمٌ مِّنَ الشَّیَاطِیْنِ یَقْفُوْ اِثْرَ مُنْهَزِمِ

یہاں تک کہ شیاطین پر شعلہ ہائے آتشیں پڑے کہ آسمان کے دروازہ کو چھوڑ کر بے تحاشہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگے۔

کَاَنَّهُمْ هَرَبًا اَبْطَالُ اَبْرَهَةٍ اَوْعَسْکَرٌ م بِالْحَصٰی مِنْ رَّاحَتَیْهِ رُمِ

شیاطین اس طرح بھاگے جیسے ابرہہ کے بہادر (بیت اللہ سے ذلیل ہو کر بھاگے تھے) یا یوں سمجھو کہ شیاطین کفار کا لشکر تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کف دست کے سنگ ریزوں سے کیا گیا تھا ''رمی بالحطی عسکر'' کی صفت ہے جنگِ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگ ریزے لشکر کفار پر پھینکے تھے جس سے کفار کچھ ہلاک ہوئے کچھ بھاگ گئے۔

نَبْذًام بِهٖ بَعْدَ تَسْبِیْحٍم بِبَطْنِهِمَا نَبْذَ الْمُسَبِّحِ مِنْ اَحْشَآءِ مُلْتَقِمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سنگریزوں کو حالانکہ وہ آپ کے کفِ دست میں تسبیح کر رہے تھے اس طرح پھینکا جس طرح خدا نے یونس علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر پھینکا تھا۔مُسَبِّح

''نَبْذَ الْمُسَبِّحِ'' اضافت ''نبذ'' کی ''مُسَبِّحِ'' کی طرف اضافت مصدر کی طرف مفعول ہے اور فاعل اس کا اللہ شانہ محذوف ہے ''ای نبذ اللّٰہ المسبح'' اس میں اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کی دوسرے حکم سے تشبیہہ دی گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگریزوں کو جو آپ کی ہتھیلیوں میں تسبیح کر رہے تھے اس طرح پھینک دیا جس طرح خدا نے یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر پھینکا تھا۔

الفصل الخامس فِی ذکرِ یُمن دعوتہٖ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

فصل پنجم ﴿دعوت وارشاد﴾

جَآءَ تْ لِدَعْوَتِهِ الْاَ شْجَارُ سَاجِدَةً تَمْشِیْ اِلَیْهِ عَلٰی سَاقٍم بِلَا قَدَمِ

آپ کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے اور بغیر پاؤں کے تنے کے سہارے چلتے ہوئے حاضر ہوئے۔

کَاَنَّمَا سَطَرَتْ سَطْرًا لِّمَا کَتَبَتْ فُرُوْعُهَا مِنْم بَدِیْعِ الْخَطِّ بِا للَّقَمِ

اس وجہ سے کہ ان درختوں کی شاخوں نے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا اپنے راستہ میں خوشنما لکیریں پیدا کردی تھیں ایسا سمجھنا چاہیے کہ وہ درخت اطاعت واتقیاء کی سیدھی سطریں لکھتے تھے۔

مِثْلَ الْغَمَامَةِ اَنّٰی سَارَسَآئِرَةً تَقِیْهِ حَرَّ وَطِیْسٍ لِّلْهَجِیْرِ حَمِیْ

وہ درخت اس بادل کی طرح جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں وہ تشریف رکھتے یا لے جاتے سر مبارک پر سایہ کئے رکھتا اور آپ کو دوپہر کی جلتی دھوپ سے محفوظ رکھتا۔

اَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقِّ اِنَّ لَهٗ مَنْ قَلْبِهٖ نِسْبَةً مَّبْرُوْرَةَ الْقَسَمِ

میں قمر کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارۂ انگشت سے دو پارہ ہوگیا تھا قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس قمر جناب کے قلب ومنور سے ایک ایسی صحیح نسبت ہے جس پر میرا قسم کھانا بالکل سچا ہے۔

قسم کا مضمون ''اِنَّ لَهٗ مَنْ قَلْبِهٖ نِسْبَةً'' ہے

وَمَاحَوَی الْغَارُمِنْ خَیْرٍ وَّمِنْ کَرَمٍ وَّکُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْکُفَّارِ عَنْهُ عَمِ

میں اس مجسم اور خیر اور کرم کی قسم کھاتا ہوں جن کو غار نے چھپایا اس طرح کہ تمام کفار کی آنکھیں ان سے اندھی ہوگئیں یعنی کوئی کافر آپ کو نہ دیکھ سکا۔

فَالصِّدْقُ فِی الْغَارِ وَالصِّدِّیْقُ لَمْ یَرِمَا وَهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَابِالْغَارِ مِنْ اَرِمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں موجود تھے کفار ایسے اندھے ہوئے کہ کہنے لگے غار میں تو کوئی نہیں ہے۔

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْکَبُوْتَ عَلٰی خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمْ

کفار نے خیال کیا کہ اس کے منہ پر جس میں اشرف المخلوقات چھپے تھے نہ کبوتری انڈے دے سکتی ہے اور نہ مکڑی جالا تن سکتی ہے۔

وِقَایَۃُ اللّٰہِ اَغْنَتْ عَنْ مُّضَاعَفَۃٍ مِّنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمِ

خداوند تعالیٰ کی حفاظت نے آپ کو دہری زرہوں اور بلند قلعوں کی پناہ سے بے نیاز کر دیا تھا۔

مَاسَامَنِی الدَّھْرُ ضَیْمًا وَّاسْتَجَرْتُ بِہٖ اِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِّنْہُ لَمْ یُضَمِ

زمانہ نے مجھے کبھی تکلیف اور ضرر نہیں دیا جس حالت میں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالبِ پناہ ہوا ہوں مگر میں آپ سے ایسی پناہ کے حاصل کرنے پر فائز ہوا کہ جس کو طاقت مغلوب نہیں کر سکتی یعنی دائمی امداد ملی۔

وَلَا الْتَمَسْتُ غِنَی الدَّارَیْنِ مِنْ یَّدِہٖ اِلَّا اسْتَلَمْتُ النَّدٰی مِنْ خَیْرِ مُسْتَلَمِ

میں نے جب کبھی آپ کے مبارک ہاتھ سے دین و دنیا کی دولت کی خواہش کی تو مجھے فی الفور اس بہترین ہاتھ سے منہ مانگی مراد مل گئی۔

لَا تُنْکِرِ الْوَحْیَ مِنْ رُّؤْیَاہُ اِنَّ لَہٗ قَلْبًا اِذَا نَامَتِ الْعَیْنَانِ لَمْ یَنَمِ

اس وحی سے جو آپ کو خواب میں آتی ہے انکار مت کرو کیونکہ آپ کا قلبِ پاک جاگتا رہتا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بظاہر سو جاتی ہیں۔

وَذَاکَ حِیْنَ بُلُوْغٍ مِّنْ نُّبُوَّتِہٖ فَلَیْسَ یُنْکَرُ فِیْہِ حَالُ مُحْتَلِمِ

اور وہ خواب میں وحی کا آنا اُس وقت سے تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلوغِ نبوّت کے قریب ہو چکے تھے پس ایسی حالت میں جب آپ پورے بالغ ہیں وحی سے انکار کی گنجائش نہیں۔

تَبَارَکَ اللّٰہُ مَا وَحْیٌ بِمُکْتَسَبٍ وَّلَا نَبِیٌّ عَلٰی غَیْبٍ بِمُتَّھَمِ

اللہ اللہ بھلا وحی کبھی کسبی ہو سکتی ہے اور کوئی پیغمبر کبھی اخبارِ غیب پر متہم ہے یعنی نہ وحی کسبی ہو سکتی ہے اور نہ نبی صادق پیشگوئی سے متہم ہوتا ہے۔

کَمْ اَبْرَأَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُہٗ وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِّنْ رِّبْقَۃِ اللَّمَمِ

آپ کے دستِ مبارک نے بارہا مریضوں کو چھو کر اچھا کر دیا اور دیوانوں کو قید جنوں سے رہا کیا بہت سے گمراہوں کو قید سے نجات دی۔

وَاَحْیَتِ السَّنَۃَ الشَّھْبَآءَ دَعْوَتُہٗ حَتّٰی حَکَتْ غُرَّۃً فِی الْاَعْصُرِ الدُّھُمِ

آپ کی دعا نے خشک سال کو ایسا سرسبز اور شاداب کر دیا کہ وہ سرسبز سالہائے زمانہ کی پیشانی کا زیب و زینت ہو گیا۔

بِعَارِضٍ جَادَ اَوْخِلْتَ الْبِطَاحَ بِھَا سَیْبًا مِّنَ الْیَمِّ اَوْسَیْلًا مِّنَ الْعَرِمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نے خشک سالی کو ایسے بادل کے ذریعے سرسبز کر دیا جو خوب دل کھول کر برسا یہاں تک کہ وادیوں پر دریا کا گمان ہوتا تھا یا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عرب کا سیلاب اس میں ٹوٹ پڑا ہے۔

الفصل السَّادِسُ فِیْ ذِکْرِ شَرَفِ الْقُرْاٰنِ

فصل ششم ﴿شرفِ قرآنی﴾

دَعْنِیْ وَوَصْفِیَ اٰیَاتٍ لَّہٗ ظَھَرَتْ ظُھُوْرَ نَارِ الْقِرٰی لَیْلًا عَلٰی عَلَمِ

اے دوست مجھ کو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معجزات کی تعریف میں لگا رہنے دے جو اس طرح روشن ہیں جس طرح بادیہ نشین سخی عربوں کی وہ آگ جو بلند ٹیلوں یا پہاڑوں پر رات کے وقت اس لئے روشن کی جاتی ہے کہ کوئی بھولا بھٹکا مسافر رات کے وقت آ جائے۔

فَالدُّرُّ یَزْدَادُ حُسْنًا وَّھُوَ مُنْتَظِمٌ وَّلَیْسَ یَنْقُصُ قَدْرًا غَیْرَ مُنْتَظِمِ

کیونکہ اگرچہ بکھرے ہوئے موتیوں کی قدر و قیمت کچھ کم نہیں ہو سکتی لیکن ان کے پرونے اور ہار بنانے سے ان کی قیمت بڑھ جایا کرتی ہے۔

فَمَا تَطَاوُلُ اٰمَالُ الْمَدِیْحِ اِلٰی مَافِیْہِ مِنْ کَرَمِ الْاَخْلَاقِ وَالشِّیَمِ

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں جو اخلاق اور شمائل حسنہ ہیں وہ اس قدر عالی پایہ ہیں کہ مدح و مداح کی امیدیں ان کو گردن اُٹھا کر نہیں دیکھ سکتیں یعنی مدح سے ان کا حصر نہیں ہوسکتا۔

اٰیَاتُ حَقٍّ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثَةٌ قَدِیْمَةٌ صِفَةُ الْمَوْصُوْفِ بِالْقِدَمِ

آیاتِ قرآن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کئے گئے ہیں باختیارِ تلفظ اور نزول کے حادث ہیں اور باعتبار اس کے موصوف بالقدم کی صفت میں قدیم ہیں۔

لَمْ تَقْتَرِنْ بِزَمَانٍ وَّھِیَ تُخْبِرُنَا عَنِ الْمَعَادِ وَ عَنْ عَادٍ وَّعَنْ اِرَمِ

وہ آیاتِ قرآنیہ کسی زمانہ (حال یا مستقبل یا ماضی) کے ساتھ مقترن نہیں ہیں مگر بایں ہمہ وہ ہم کو آخرت اور قومِ عاد اور قبیلۂ ارم سے اطلاع دیتی ہیں یعنی خود تو ان کے لئے زمانہ نہیں ہے مگر زمانہ کے حالات سے اطلاع دیتی ہیں۔

دَامَتْ لَدَیْنَا فَفَاقَتْ کُلَّ مُعْجِزَةٍ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ اِذْ جَآءَتْ وَلَمْ تَدُمِ

آیاتِ قرآنیہ ہمیشہ کے لئے بطورِ زندہ معجزہ ہمارے پاس رہیں گی۔ سو اس خصوصیت سے کُل معجزوں پر جو انبیاء علیہم السلام سے ثابت ہوئے ہیں فائق ہیں کیونکہ وہ معجزے صرف اُسی وقت کے لئے تھے بعد میں صرف حکایات ہوگئے۔

مُحَکَّمَاتٌ فَمَا تُبْقِیْنَ مِنْ شُبَهٍ لِّذِیْ شِقَاقٍ وَّلَا یَبْغِیْنَ مِنْ حَکَمِ

وہ آیاتِ قرآنیہ امورِ متنازعہ فیہا کے لئے حکم بنائی گئی ہیں جو نہ کسی مخالف کا شک باقی چھوڑتی ہیں اور نہ اپنے فیصلوں میں کسی دوسرے حکم کی طالب ہیں۔

مَاحُوْرِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرَبٍ اَعْدَی الْاَعَادِیْ اِلَیْهَا مُلْقِیَ السَّلَمِ

جب کبھی ان آیات کا مقابلہ کیا گیا تو انجام یہ ہوا کہ ضعب ترین (سخت سے سخت تر) دشمن نے بھی اپنی سلامتی کے لئے ہتھیار ڈال دیئے۔

یہاں اطاعت سے بطورِ استعارہ ہتھیار ڈالنا مراد لیا گیا ہے۔

رَدَّتْ بَلَاغَتُهَا دَعْوٰی مُعَارِضِهَا رَدَّالْغَیُوْرِ یَدَ الْجَانِیْ عَنِ الْحُرَمِ

آیاتِ قرآنیہ کی بلاغت نے مخالف کے دعویٰ کو اس طرح روکا جس طرح غیرت مند انسان کسی بدکردار کو اپنے حرم میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔

لَهَا مَعَانٍ کَمَوْجِ الْبَحْرِ فِیْ مَدَدٍ وَّفَوْقَ جَوْهَرِهٖ فِی الْحُسْنِ وَالْقِیَمِ

آیاتِ قرآنیہ کئی ایک معانی پر مشتمل ہیں جو موجِ دریا کی طرح ایک دوسرے کے مؤید ہیں اور وہ خوبصورتی اور قیمت میں موجِ دریا سے کہیں بڑھ کر ہیں۔

فَلَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی عَجَآئِبُهَا وَلَا تُسَامُ عَلَی الْاِکْثَارِ بِالسَّأَمِ

آیاتِ قرآنیہ کے عجائب نہ گنے جاسکتے ہیں اور نہ جمع کئے جاسکتے ہیں اور باوجود کثرتِ تلاوت کے ان سے ملال دامن گیر نہیں ہوتا۔

قَرَّتْ بِهَا عَیْنُ قَارِیْهَا فَقُلْتُ لَهٗ لَقَدْ ظَفِرْتَ بِحَبْلِ اللّٰهِ فَاعْتَصِمِ

جب پڑھنے والے کی آنکھ ان آیاتِ شریفہ سے ٹھنڈی ہوئی تو میں نے اس سے کہا کہ بے شک تو خدا تعالیٰ کے جبل متین پر ظفریاب (فتح یاب) ہوگیا تو اسے مضبوط پکڑے رہ۔

اِنْ تَتْلُهَا خِیْفَةً مِّنْ حَرِّ نَارِ لَظٰی اَطْفَأْتَ حَرَّ لَظٰی مِنْ وِّرْدِهَا الشَّبِمِ

اگر تو آتشِ دوزخ کے خوف کے لئے ان آیات کا وظیفہ کرے تو آتشِ دوزخ کو ان کے سرد پانی سے بجھا دے گا۔

کَاَنَّهَا الْحَوْضُ تَبْیَضُّ الْوُجُوْهُ بِهٖ مِنَ الْعُصَاةِ وَقَدْ جَآءُ وْهُ کَالْحُمَمِ

گویا آیاتِ قرآنیہ حوضِ کوثر ہیں جن سے قیامت کو گنہگاروں کے چہرے منور ہوجائیں گے حالانکہ حوض پر آنے سے پہلے وہ کوئلوں کی طرح سیاہ ہونگے۔

وَکَالصِّرَاطِ وَ کَالْمِیْزَانِ مَعْدِلَةً فَالْقِسْطُ مِنْ غَیْرِ هَا فِی النَّاسِ لَمْ یَقُمِ

آیاتِ قرآنیہ معدات (انصاف) میں صراط اور میزان کی مانند ہیں نتیجہ یہ ہے کہ بجز آیاتِ قرآنیہ کے دنیا میں عدل قائم نہیں رہ سکتا۔

لَا تَعْجَبَنْ لِّحَسُوْدٍ رَّاحَ یُنْکِرُهَا تَجَاهُلًا وَّهُوَ عَیْنُ الْحَاذِقِ الْفَهِمِ

حاسد پر اس وجہ سے کہ وہ پورا ذہین اور فہیم ہے اور پھر دیدہ دانستہ آیاتِ قرآنیہ سے کیوں انکار کرتا ہے تعجب مت کر۔

قَدْ تُنْکِرُ الْعَیْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَّمَدٍ وَّیُنْکِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَآءِ مِنْ سَقَمِ

کیونکہ آنکھ کبھی آشوب کی وجہ سے سورج کی روشنی کو بُرا سمجھتی ہے اور کبھی منہ کی بیماری کی وجہ سے پانی کا مزہ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

الفَصْل السَّابع فی ذکر مِعْرَاجِ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فصل ہفتم ﴿معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

یَاخَیْرَ مَنْ یَّمَّمَ الْعَافُوْنَ سَاحَتَہٗ　　　سَعْیًا وَّ فَوْقَ مُتُوْنِ الْاَیْنُقِ الرُّسُمِ

اے ان مقدسین کے اعلیٰ و افضل جن کی درگاہ کے سائلین پیادہ دوڑاتے ہوئے اور تیز گام اونٹنیوں پر سوار ہو کر قصد کرتے ہیں اے تمام اہل جود و کرم سے اعلیٰ و افضل جن کی بارگاہ میں اہل حاجت پیادہ اور تیز رفتار اونٹوں پر دوڑتے چلے آتے ہیں۔

وَمَنْ ھُوَالْاٰیَۃُ الْکُبْرٰی لِمُعْتَبِرٍ　　　وَّمَنْ ھُوَ النِّعْمَۃُ الْعُظْمٰی لِمُغْتَنِمِ

اے وہ ذاتِ اقدس جو غیرت گیر کے لئے نشانِ عظیم ہے اور اے وہ وجودِ مقدس جو غنیمت سمجھنے والے (یعنی جو سائل تھوڑی چیز مل جانے کو غنیمت سمجھتا ہے) کے لئے ایک بڑی نعمت ہے۔

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَّیْلًا اِلٰی حَرَمٍ　　　کَمَاسَرَی الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

آپ رات کو حرمِ مکہ سے حرمِ مسجدِ اقصیٰ تک اس طرح تشریف لے گئے جس طرح کہ چاند رات کو تاریکی شب میں چلتا ہے۔

وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِّلْتَ مَنْزِلَۃً　　　مِّنْ قَابَ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَکْ وَلَمْ تُرَمِ

اور آپ رات چڑھتے چڑھتے منزل قاب قوسین تک پہنچے یعنی آپ اور خدا تعالیٰ کے درمیان دو گوشہ کمان کا فرق تھا۔ یہ منزل ایسی ہے جو نہ قبل ازیں حاصل کی گئی اور نہ طلب کی گئی یعنی نہ اس سے پہلے نہ کبھی کوئی یہاں تک پہنچا اور نہ اس کا طلبگار رہا۔

صیغۂ مجہول لانے میں مبالغہ ہے یعنی یہ منزل اس قدر بلند و اعلیٰ ہے کہ بجائے اس کے کہ کوئی یہاں پہنچنے کی خواہش کرے اور اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ادراک و تصور ہمیشہ طلب سے پہلے ہوتا ہے۔

وَقَدَّمَتْکَ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَآءِ بِھَا　　　وَالرُّسْلِ تَقْدِیْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰی خَدَمِ

تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیشوا بنایا جس طرح آقا اپنے خادموں کا پیشوا بنایا جاتا ہے۔

وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِھِمْ　　　فِیْ مَوْکِبٍ کُنْتَ فِیْہِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو تھے کہ جس لشکر میں آپ علمبردار تھے اس کی معیت میں سات آسمانوں کو طے کیا۔

حَتّٰٓی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاْوًا لِّمُسْتَبِقٍ　　　مِّنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًی لِّمُسْتَنِمِ

آپ بڑھتے بڑھتے وہاں پہنچے کہ کسی دوسرے آگے بڑھنے والے کے لئے کوئی درجہ قرب کا نہ رہا اور نہ کسی اوپر چڑھنے والے (پیغمبر یا جبرائیل) کے لئے جگہ باقی رہی۔

خَفَضْتَ کُلَّ مَقَامٍ بِالْاِضَافَۃِ اِذْ　　　نُوْدِیْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

جب آپ معراج کے لئے مفرد علم کی طرح بلائے گئے تو آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے مقامات کو اپنی منزلتِ عالیہ کے مقابلہ میں پست کر دیا۔

کَیْمَا تَفُوْزَ بِوَصْلٍ اَیِّ مُسْتَتِرٍ　　　عَنِ الْعُیُوْنِ وَسِرٍّ اَیِّ مُکْتَتِمِ

بساطِ قرب پر آپ اس لئے بلائے گئے تھے کہ آپ اس نعمتِ وصل سے بہرہ ور ہوں جو کبھی کسی مقرب کی آنکھ کو دیکھنی نصیب نہیں ہوئی اور ایسے رازِ سربستہ پر اطلاع پائی جس پر کبھی کوئی عارف آگاہ نہیں ہوا۔

فَحُزْتَ کُلَّ فِخَارٍ غَیْرَ مُشْتَرَکٍ　　　وَّجُزْتَ کُلَّ مَقَامٍ غَیْرَ مُزْدَحَمِ

پس نتیجہ اس ملاقات کا یہ ہوا کہ آپ نے ہر قسم کی عزت بلا شرکتِ غیر سے حاصل کی اور ہر ایک مقام سے بلا مزاحمت گزر گئے اور نسخۂ ثانی کے لحاظ سے یہ معنی ہوئے کہ آپ نے اس افتخارِ مخصوص پر نہایت ناز کیا کیونکہ اس میں کوئی غیر شریک نہیں تھا (مگر توجیہہ اول زیادہ صحیح ہے)

وَجَلَّ مِقْدَارُمَا وُلِّیْتَ مِنْ رُّتَبٍ　　　وَّعَزَّاِدْرَاکُ مَآ اُوْلِیْتَ مِنْ نِّعَمِ

جن مدارجِ عالیہ پر آپ متمکن کئے گئے ان کی قدر و منزلت بہت بڑی ہے اور جو نعمتیں آپ کو دی گئیں ان کا حصول کسی غیر کے لئے مشکل ہے کیونکہ ان کی تمثیلات اور نظائر دنیاوی نعمتوں میں مفقود ہیں اس شعر میں اشارہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فضائل و کمالات کی طرف جو آپ کو اس عالم میں عطا ہوئے اور نیز جو مصداق "وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی" "اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے" (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵) قیامت کو حاصل ہوں گے۔

اس شعر کو ہمیشہ نماز کے بعد تین دفعہ پڑھنا جائز ملازمتوں کے حصول کے لئے مفید ہے۔

بُشْرٰی لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَا مِ اِنَّ لَنَا مِنَ الْعِنَا يَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَدِمِ

مسلمانو! یہ مژدہ خاص ہمارے لئے ہے کہ خدا کے فضل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت حقہ ہمارے لئے ایک ایسا ستون ہے جو کبھی لغزش نہ کھائے گا بلکہ ہمیشہ کے لئے مستحکم اور مضبوط رہے گا۔

لَمَّا دَعَا اللّٰهُ دَاعِيْنَا لِطَاعَتِهٖ بِاَكْرَمِ الرُّسُلِ كُنَّا اَكْرَمَ الْاُمَمِ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامت کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کی طرف بلاتے ہیں تو وہ تمام انبیاء کرام میں اکرم الانبیاء ہیں تو بے شک ہم اشرف الامم ٹھہرے۔

الفَصْلُ الثَّامِنُ فِيْ ذِكْرِ جِهَادِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فصل ہشتم ﴿جہاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

رَاعَتْ قُلُوْبَ الْعِدٰى اَنْبَآءُ بِعْثَتِهٖ كَنَبْاَةٍ اَجْفَلَتْ غُفْلًا مِّنَ الْغَنَمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی خبروں نے دشمنوں کے دلوں کو اس طرح ڈرایا دھمکایا جس طرح شیر کی آواز بکریوں کے ریوڑ میں ہلچل ڈال دیتی ہے۔

مَا زَالَ يَلْقَاهُمْ فِيْ كُلِّ مُعْتَرَكٍ حَتّٰى حَكَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلٰى وَضَمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک جنگ میں کفار سے برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ کفار مجاہدین کے نیزوں سے کٹ کر اس گوشت کی طرح ہو گئے جو تختۂ قصاب پر رکھا جاتا ہے۔

وَدُّوا الْفِرَارَ فَكَادُوْا يَغْبِطُوْنَ بِهٖ اَشْلَاءَ شَالَتْ مَعَ الْعِقْبَانِ وَالرَّخَمِ

کفار بھاگنا چاہتے تھے اور یہ وقت آ لگا تھا کہ ان کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ اے کاش وہ گوشت کے ایسے ٹکڑے بن جاتے جنہیں مُردار خور جانور اور گدھ اُڑا لے جاتے۔

تَمْضِي اللَّيَالِيْ وَلَا يَدْرُوْنَ عِدَّتَهَا مَالَمْ تَكُنْ مِّنْ لَّيَالِي الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ

راتیں گزر رہی ہیں اور کفار سوائے ان مہینوں کی راتوں میں جن میں جنگ منع ہے شمار کرنا نہیں چاہتے۔

كَاَنَّمَا الدِّيْنُ ضَيْفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ بِكُلِّ قَرْمٍ اِلٰى لَحْمِ الْعِدٰى قَرِمِ

گویا اسلام ایک مہمان ہے جو ایسے بہادروں اور سرداروں کو ہمراہ لے کر کفار کے صحن میں اترا ہے جس میں سے ہر ایک سردار دشمنوں کے گوشت کھانے کا آرزومند ہے۔

يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيْسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ يَّرْمِىْ بِمَوْجٍ مِّنَ الْاَبْطَالِ مُلْتَطِمِ

اسلام ایک ایسے بحر خونخوار کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوا جس کے جنگ جو بہادر خوش رفتار گھوڑوں پر میدانِ جنگ میں باہم یوں ٹکراتے ہیں جیسے دریا کی موجیں۔

مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِّلّٰهِ مُحْتَسِبٍ يَّسْطُوْا بِمُسْتَأْصِلٍ لِّلْكُفْرِ مُصْطَلِمِ

اس لشکر کا ایک بہادر خدا تعالیٰ کے حکم کا تابع اور اپنے عمل سے آخرت میں ثواب کا امیدوار ہے اور ایسی تلوار سے جو کفر کو جڑ سے کاٹنے والی اور برباد کرنے والی ہے حملہ آور ہوتا ہے۔

حَتّٰى غَدَتْ مِلَّةُ الْاِسْلَامِ وَهْىَ بِهِمْ مِّنْ بَعْدِ غُرْبَتِهَا مَوْصُوْلَةَ الرَّحِمِ

اسلام کے بہادر برابر لڑتے رہے حتی کہ شریعت (جو حقیقتاً ان کی فطرت میں داخل تھی) کمزوری اور غربت کے بعد تقویت پا کر اپنے بھائی بندوں کے ساتھ مل گئی۔

مَكْفُوْلَةً اَبَدًا مِّنْهُمْ بِخَيْرِ اَبٍ وَّخَيْرِ بَعْلٍ فَلَمْ تَيْتَمْ وَلَمْ تَئِمِ

مجاہد برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ عروسِ اسلام ہمیشہ کے لئے بہترین شوہر کی برکت سے مجاہدین کے ہاتھوں میں محفوظ ہو گئی جو نہ تو کبھی یتیم ہو گی اور نہ کبھی رانڈ۔

هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مُّصَادِمَهُمْ مَاذَارَاٰ وَمِنْهُمْ فِيْ كُلِّ مُصْطَدَمِ

وہ مجاہدین ثبات واستقلال کے پہاڑ ہیں اگر تجھے میری بات کا یقین نہیں تو میدان ہائے جنگ سے ان کے کارناموں کی تفصیل پوچھ لے کہ اُنہوں نے ان کی تیغ زنی کے کرتب کیا کیا دیکھے ہیں

وَسَلْ حُنَيْنًا وَّسَلْ بَدْرًا وَّسَلْ اُحُدًا فُصُوْلُ حَتْفٍ لَّهُمْ اَدْهٰى مِنَ الْوَخَمِ

اگر تمہیں باور نہ ہو تو کفار کی موت کی تفصیل (جو ان کے لئے وباء سے بدتر تھیں) مقاماتِ جنگ بدر اور حنین اور اُحد سے پوچھ لو۔

اَلْمُصْدِرِى الْبِيْضِ حُمْرًا بَعْدَ مَاوَرَدَتْ مِنَ الْعِدٰى كُلَّ مُسْوَدٍّ مِّنَ اللِّمَمِ

اسلام کے بہادر اپنی چمکتی ہوئی تلواریں دشمنوں کے لمبے لمبے سیاہ بالوں پر مارنے کے بعد سُرخ واپس لاتے ہیں۔

وَالْكَاتِبِيْنَ بِسُمْرِ الْخَطِّ مَاتَرَكَتْ　　اَقْلَا مُهُمْ حَرْفَ جِسْمٍ غَيْرَ مُنْعَجِمِ

اسلام کے بہادر سپاہی خطی نیزوں سے لکھتے اوران کی قلموں (نیزوں) نے کبھی کسی حروف (عضو) جسم کو بلانقطہ (بلازخم) نہ چھوڑا۔

شَاكِي السِّلَاحِ لَهُمْ سِيمَا تُمَيِّزُهُمْ　　وَالْوَرْدُ يَمْتَازُ بِالسِّيمَا مِنَ السَّلَمِ

بہادرانِ اسلام پورے مصلح تھے جن کے لئے ایک خاص نشان تھا جوانہیں دوسروں سے اس طرح ممتاز کرتا تھا جس طرح گلاب ببول کے درخت سے ممتاز ہوتا ہے۔

تُهْدِيْ اِلَيْكَ رِيَاحُ النَّصْرِ نَشْرَهُمْ　　فَتَحْسِبُ الزَّهْرَ فِي الْاَ كْمَامِ كُلَّ كَمِ

نصرت کی بادِصبا ان کی بوئے خشک (خوش) کو تجھ تک پہنچارہی ہے پس ہر ایک بہادر کو تو ایسا خیال کر اپنے غلافوں میں ایک شگوفہ ہے۔

كَاَنَّهُمْ فِيْ ظُهُوْرِ الْخَيْلِ نَبْتُ رُبًا　　مِّنْ شِدَّةِ الْحَزْمِ لَامِنْ شِدَّةِ الْحُزُمِ

وہ گھوڑے کی پیٹھ پر ایسے سوار ہوتے جیسے چٹان پر اگا ہوا پودا، وہ سیدھے ایستادہ سواری کرتے تھے، بندھے ہوئے لکڑیوں کے گٹھے کی طرح نہیں۔

طَارَتْ قُلُوْبُ الْعِدٰى مِنْ بَاْسِهِمْ فَرَقًا　　فَمَا تُفَرِّقُ بَيْنَ الْبَهْمِ وَالْبُهَمِ

دشمنوں کے دل بسبب شدید خوفِ مجاہدین کے اُڑ گئے یہاں تک کہ وہ بہادروں اور بکریوں کے بچوں میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهُ　　اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمِ

اور جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد ہوا گر اس کے سامنے جنگلوں کے شیر بھی آجائیں تو مارے خوف کے دم بخود ہو جاتے ہیں۔

وَلَنْ تَرٰى مِنْ وَّلِيٍّ غَيْرِ مُنْتَصِرٍ　　بِهٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرِ مُنْقَصِمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی غلام کو نہ دیکھو گے کہ آپ کی امداد سے وہ فتح مند نہ ہوا اور آپ کا مخالف کوئی ایسا نہ ہوگا جو ذلیل اور شکستہ حال نہ ہو۔

اَحَلَّ اُمَّتَهٗ فِيْ حِرْزِ مِلَّتِهٖ　　كَاللَّيْثِ حَلَّ مَعَ الْاَ شْبَالِ فِيْ اَجَمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اپنے دین کے قلعہ میں لے لیا جس طرح جنگل کا شیر اپنے بچے کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔

كَمْ جَدَّلَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ مِنْ جَدِلٍ　　فِيْهِ وَكَمْ خَصَّمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمِ

کئی بار قرآنِ مجید نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقابلہ کرنے والوں کو نیچا دکھایا اور کئی دفعہ معجزات نے سخت ترین کو مغلوب کیا۔

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْاُمِّيِّ مُعْجِزَةً　　فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّاْدِيْبِ فِي الْيُتُمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ جاہلیت میں امی ہو کر علم حقیقی کا عالم ہونا اور یتیم رہ کر صاحب ادب ہونا ایک سمجھ دار آدمی کے لئے یقینی حجت ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے معجزہ ہے مخالفین کو عاجز کرنے والا۔

اَلْفَصْلُ التَّاسِعُ فِيْ طَلَبِ مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَشَفَاعَةٍ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فصل نہم ﴿طلب مغفرت وشفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم﴾

خَدَمْتُهٗ بِمَدِيْحٍ اَسْتَقِيْلُ بِهٖ　　ذُنُوْبَ عُمْرٍ مَّضٰى فِي الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں یہ قصیدہ اس خیال پر لکھا ہے کہ میں اس کے ذریعے سے اپنی عمر بھر کے ان گناہوں کو معاف کرالوں جو امراء وسلاطین کی مدح سرائی اور ملازمت میں سرزد ہوئے ہیں۔

اِذْ قَلَّدَانِيَ مَا تُخْشٰى عَوَاقِبُهٗ　　كَاَنَّنِيْ بِهِمَا هَدْيٌ مِّنَ النَّعَمِ

وجہ اس کی یہ ہے شعر اور ملازمت شاہی نے میری گردن میں ایک ایسے امر کو بطور قلادہ پہنا دیا ہے جس کے نتائج سے ڈرایا جاتا ہے گویا شعر اور ملازمتِ امراء نے مجھے قربانی کا جانور بنا رکھا ہے جو بالآخر ذبح کیا جاتا ہے۔

اَطَعْتُ غَيَّ الصِّبَا فِي الْحَالَتَيْنِ وَمَا　　حَصَّلْتُ اِلَّا عَلَى الْاٰثَامِ وَالنَّدَمِ

ہر دو حالت (شعر اور ملازمتِ شاہی) میں بچپن کے خیالاتِ فاسدہ کے تابع رہا اور میں نے گناہوں اور پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ کیا۔

فَيَا خَسَارَةَ نَفْسِیْ فِیْ تِجَارَتِهَا　　لَمْ تَشْتَرِ الدِّیْنَ بِالدُّنْیَا وَلَمْ تَسُمِ

اے میرے غمگسارو! میرے نفس کی تجارت کو تو دیکھو کہ اس نے نہ تو دنیا کے عوض میں دین خریدا اور نہ ان کے خریدنے کا ارادہ کیا۔

وَمَنْ یَّبِعْ اٰجِلًا مِّنْهُ بِعَاجِلِهٖ　　یَبِنْ لَّهُ الْغَبْنُ فِیْ بَیْعٍ وَّفِیْ سَلَمِ

جس شخص نے اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالا تو کچھ شک نہیں کہ اس نے بیع اور سلم دونوں میں بڑا نقصان اُٹھایا ہے۔

اِنْ اٰتِ ذَنْبًا فَمَا عَهْدِیْ بِمُنْتَقِضٍ　　مِّنَ النَّبِیِّ وَلَا حَبْلِیْ بِمُنْصَرِمِ

میں اگر چہ گناہ کا مرتکب ہوتا رہا ہوں پر میرا وہ تعلق جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ہرگز قطع نہیں ہوسکتا اور نہ میری امید کی رسی کٹ سکتی ہے۔

فَاِنَّ لِیْ ذِمَّةً مِّنْهُ بِتَسْمِیَتِیْ　　مُحَمَّدًا وَّهُوَ اَوْفَی الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ

کیونکہ میرا نام بھی محمد ہے سو اس ہمنامی کی وجہ سے آپ کا عہد و پیمان میری شفاعت کے لئے لازالایفار (لازمی) ہو گیا کیونکہ آپ تمام دنیا میں ایفائے عہد میں بڑھے ہوئے ہیں۔

اِنْ لَّمْ یَكُنْ فِیْ مَعَادِیْ اٰخِذًا بِیَدِیْ　　فَضْلًا وَّاِلَّا فَقُلْ یَازَلَّةَ الْقَدَمِ

اگر آپ قیامت کے دن از روئے مہربانی و پیمان میری دستگیری نہ فرمائیں گے تو مجھے کہنا چاہیے کہ ہائے لغزش یعنی میری قسمت۔

حَاشَاهُ اَنْ یَّحْرِمَ الرَّاجِیْ مَكَارِمَهٗ　　اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَیْرَ مُحْتَرَمِ

اگر آپ کی ذاتِ اقدس سے یہ بعید ہے کہ آپ کے الطاف و کرم امیدوار کو محروم کریں یا آپ کے الطاف سے وہ محروم کیا جائے اور آپ کا پناہ گزیں آپ کی درسگاہ سے بلا احترام واپس ہو۔

وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْكَارِیْ مَدَآئِحَهٗ　　وَجَدْتُّهٗ لِخَلَاصِیْ خَیْرَ مُلْتَزَمِ

میں نے جب سے اپنے افکار کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے لئے لازم یا وقف کر دیا ہے تب سے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات کا بہترین معاون پایا۔

وَلَنْ یَّفُوْتَ الْغِنٰی مِنْهُ یَدًا تَرِبَتْ　　اِنَّ الْحَیَا یُنْبِتُ الْاَزْهَارَ فِی الْاَكَمِ

آپ کی فیاضی کسی خاک آلودہ ہاتھ کو نہیں چھوڑتی کیونکہ بارش ٹیلوں پر بھی پھول کھلایا کرتی ہے۔

وَلَمْ اُرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْیَا الَّتِی اقْتَطَفَتْ　　یَدَا زُهَیْرٍ بِمَا اَثْنٰی عَلٰی هَرِمِ

میں اس نعت سے دنیا کی اس متاع کی جس کو زہیر بن ابی سلمیٰ (مشہور شاعر) کے ہاتھوں نے سنان بن ہرم کی تعریف سے حاصل کیا خواہش نہیں رکھتا۔

اَلْفَصْلُ الْعَاشِرُ فِی ذِكْرِ الْمُنَاجَاتِ وَعَرْضِ الْحَاجَاتِ

فصل دہم ﴿مناجات وحاجات﴾

یَآ اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ　　سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے اشرف المخلوقات سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوقتِ نزولِ حادثاتِ عامہ کوئی ایسا نہیں ہے جس کے پاس میں جا کر پناہ لوں۔

غلبیت سے خطاب کی طرف رجوع ہے جو زیادہ موثر ہوتا ہے جیسا کہ سورۃ میں ''ایاک نعبد''

وَلَنْ یَّضِیْقَ رَسُوْلَ اللهِ جَاهُكَ بِیْ　　اِذَا الْكَرِیْمُ تَجَلّٰی بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

جب خداوند کریم قیامت کے دن منتقم کی صفت میں جلوہ گر ہوگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت کرنے میں آپ کا مرتبہ علیا و شانِ اعلیٰ کم نہیں ہوسکتا۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا　　وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

آپ کی ہی بخشش سے دنیا اور اس کی سوت (آخرت) معرضِ وجود میں آئیں اور لوح و قلم کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا ایک جزو ہے۔

یَانَفْسُ لَا تَقْنَطِیْ مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ　　اِنَّ الْكَبَآئِرَ فِی الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ

اے نفس اس خیال سے کہ تیرے گناہ بڑے ہیں ناامید نہ ہو کیونکہ مغفرت کے لئے گناہ کبیرہ کیا اور صغیرہ کیا دونوں برابر ہیں۔

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّیْ حِیْنَ یَقْسِمُهَا　　تَاْتِیْ عَلٰی حَسَبِ الْعِصْیَانِ فِی الْقِسَمِ

اس میں شک نہیں ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنی رحمت کو تقسیم کرے گا تو رحمت گنہگاروں کے حصہ میں بقدر گناہ آئے گی۔

يَارَبِّ وَاجْعَلْ رَجَآئِیْ غَیْرَ مُنْعَکِسٍ لَّدَیْکَ وَاجْعَلْ حِسَابِیْ غَیْرَ مُنْخَرِمٍ

اے میرے خدا میری امید کو جو تجھ سے وابستہ ہے رد نہ کر اور میرے یقین کو جو تیری رحمت کے متعلق ہے منقطع نہ فرما۔

وَالْطُفْ بِعَبْدِکَ فِی الدَّارَیْنِ اِنَّ لَهٗ صَبْرًا مَّتٰی تَدْعُهُ الْاَهْوَالُ یَنْهَزِمٖ

خدایا دونوں جہان میں اپنے بندہ پر مہربانی کر کیونکہ اس کا صبر ایسا کمزور ہو گیا ہے کہ جب مصیبتیں اس کو مقابلہ کے لئے بلاتی ہیں تو وہ تاب (مقابلہ) نہ لا کر بھاگنے لگتا ہے۔

وَائْذَنْ لِّسُحْبِ صَلٰوةٍ مِّنْکَ دَآئِمَةٍ عَلَی النَّبِیِّ بِمُنْهَلٍّ وَّ مُنْسَجِمٖ

خدایا اپنی دائمی رحمت کے بادلوں کو حکم دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت برستے رہیں۔

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ لَهُمْ اَهْلِ التُّقٰی وَالنُّقٰی وَالْحِلْمِ وَالْکَرَمٖ

خدایا حکم دے کہ رحمتِ دائمی کے بادل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر، اصحاب پر اور تابعین (علیہم الرضوان) پر (جو پرہیزگار اور پاکباز اور صاحب علم و کرم تھے) برستے رہیں۔

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعَنْ عُمَرَ وَعَنْ عَلِیٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِی الْکَرَمٖ

پھر راضی ہو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے اور حضرت علی اور حضرت عثمان سے کہ وہ صاحبِ کرم ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

مَارَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِیْحُ صَبًا وَّاَطْرَبَ الْعِیْسَ حَادِی الْعِیْسِ بِالنَّغَمٖ

بارانِ رحمتِ خدا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آل و اصحاب اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اُس وقت تک برستا رہے جب تک کہ بادِ صبا درختوں کی ٹہنیوں کو ہلاتی رہے اور حدی خواں (شتربان) سواری کے اونٹوں کو اپنے سریلے نغموں سے سرور میں لاتا رہے۔

فَاغْفِرْلِنَا شِدِهَا وَاغْفِرْلِقَا رِئِهَا سَاَلْتُکَ الْخَیْرَ یَا ذَاالْجُوْدِوَالْکَرَمٖ

پس مغفرت کر اس کے مصنف کی اور بخشش کر اس کے پڑھنے والے کی بے شک میرا تجھ سے یہی سوال ہے یا صاحب بخشش اور صاحبِ کریم

مجربات قصیدہ از حضرت مولانا عبدالمالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قصیدہ بردہ شریف کے مجربات حضرت مولانا عبدالمالک (مشیر مال بہاولپور) اور حضرت مولانا نور بخش توکلی رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی شروح میں درج فرمائے ہیں۔ فقیر ان کی شروح مبارکہ سے ہدیۂ ناظرین پیش کرتا ہے۔

شعر ۱،۲،۳:۔ صوفیوں نے یہ لکھا ہے کہ ان ہر سہ اشعار کا خلاصہ ہے کہ اگر کوئی جانور سدھانے سے رام نہ ہو تو ان شعروں کو چینی یا شیشے کے پیالے میں بارش کے پانی سے لکھ کر اس کو پلایا جائے تو وہ مطیع و فرمانبردار ہو جاتا ہے اور جس شخص کی زبان تقریر کرتے وقت رکتی ہو ان اشعار کو ہرن کے چمڑے پر لکھ کر بازو پر باندھے وہ تقریر میں نہیں رکتا۔

شعر ۵:۔ گیارہ دفعہ ہر نماز کے بعد پڑھنا غم والم کو دور کرتا ہے۔

شعر ۸:۔ اکیس مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنے سے گمشدہ چیز مل جاتی ہے۔

شعر ۱۱:۔ اس شعر کو سر کے اگلے حصہ پر پگڑی کے نیچے رکھنے سے شرِ اعداء سے حفاظت ہوتی ہے۔

شعر ۲۳:۔ ہر نماز کے بعد گیارہ دفعہ پڑھنے سے علم اور تقریر کا ملکہ حاصل ہوتا ہے۔

شعر ۲۳،۲۴:۔ ان ہر دو شعروں کو بعد نمازِ جمعہ گیارہ دفعہ پڑھنے سے گناہوں سے حفاظت رہتی ہے۔

شعر ۳۶:۔ مشائخ علیہم الرحمہ سے روایت ہے کہ یہ شعر مقبول اور مستجاب ہے جس کو حاجتِ دنیا اور آخرت کی ہو اس شعر کو ایک ہزار ایک دفعہ ایک ہی جگہ بیٹھ کر پڑھے اور درمیان میں بات چیت نہ کرے انشاء اللہ ضرور اس کی حاجت پوری ہوگی۔

شعر ۳۹:۔ یہ شعر ہر حاجت کے انجام کے لئے نماز کے بعد پانچ دفعہ پڑھنا چاہیے۔

شعر ۴۶:۔ یہ شعر اگر قریب الموت مریض کے پاس پڑھا جائے تو وہ سکرات الموت سے نجات پاتا ہے اور نیز شفاء کے لئے زعفران سے لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالا جائے۔

شعر ۶۰:۔ اس شعر کو چاندی کے تعویذ میں بچے کے گلے میں ڈالنا اس کو سعادت مند کرتا ہے۔

شعر ۶۷:۔ اس شعر کا تعویذ لکھ کر صندوق میں رکھنا مال کو غیروں کے دستبرد سے محفوظ رکھتا ہے۔

شعر۷۱:۔اگر جنگل میں خطرہ لاحق ہوتو اس شعر کو سات مرتبہ پڑھے اور اپنے گرد زمین پر لکیر کھینچے درندہ حملہ نہیں کرسکتا۔

شعر۷۲:۔یہ شعر پانچ سنگریزوں پر پڑھ کی دشمن کی طرف پھینکنا بشرطیکہ وہ بے دین ہو اس کے ناجائز حملے کو روکتا ہے۔

شعر۷۵:۔اس شعر کو عام لوگ پڑھیں تو خدا تعالیٰ بارش فرماتا ہے۔

شعر۸۰:۔اس شعر کو اکتالیس مرتبہ اکتالیس دن تک پڑھنے سے مصیبت رفع ہو جاتی ہے۔

شعر۸۱:۔اگر کوئی سفر پر جائے تو پہلا مصرع لکھ کر گھر میں رکھے اور دوسرا ہمراہ لے جائے تو سفر سے بالخیر واپس آئے گا نیز اس کا تعویذ بازو پر باندھنا فتح مند کرتا ہے۔

شعر۸۲:۔نماز کے بعد ہمیشہ پانچ دفعہ پڑھنے سے انسان تنگ دستی سے محفوظ رہتا ہے۔

شعر۸۷:۔اس شعر کو ایک سوایک دفعہ ایک جماعت کا پڑھنا قحط کو دور کرتا ہے مگر ہر ایک فرد پر۔

شعر۹۷:۔مذاہبِ باطلہ کے مباحثہ کے وقت گیارہ دفعہ پڑھ کر جانا باطل کو مغلوب کرتا ہے۔

شعر۱۰۱:۔یہ شعر ہر ایک تپ کے لئے مفید ہے خصوصاً تپ محرقہ کے لئے۔

شعر۱۱۶:۔اس شعر کو ہمیشہ نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھنا جائز ملازمتوں کے حصول کے لئے مفید ہے۔

شعر۱۳۳:۔اس شعر کا پڑھنا دشمنوں کے مقابلہ میں کامیاب کرتا ہے۔

شعر۱۳۹:۔اس شعر کا ربط بظاہر ان اشعار سے زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے جہاں قرآن مجید کے اعجاز کا ذکر آچکا ہے اس شعر کے پڑھنے سے مناظرے میں مخالفین پر فتح ہوتی ہے۔

شعر۱۴۵:۔جائز تجارت کے لئے اس شعر کا ایک دفعہ پڑھنا (ہر نماز کے بعد) تاجر کو خرید و فروخت میں نفع دیتا ہے۔

شعر۱۴۶:۔بیمار شخص کے لئے اس کا ہر وقت وردرکھنا بیماری سے شفاء دیتا ہے۔

شعر۱۵۰:۔اس شعر کا وظیفہ ملزم قیدی کو قید سے رہائی دیتا ہے۔

شعر۱۵۱:۔اس شعر کو لکھ رسب سے بلند درخت پر باندھنا باغ کو سرسبز رکھتا ہے۔

شعر۱۵۳:۔اگر ایک لاکھ ایک دفعہ یہ شعر ان علماء کو جمع کر کے جو صحیح تلفظ سے پڑھتے ہوں پڑھا یا جائے تو ہر ایک مصیبت رفع ہوتی ہے۔

شعر۱۵۵:۔طالب علم کے لئے اس شعر کو باوضو گیارہ دفعہ پڑھ کر امتحان میں بیٹھنا کامیاب کرتا ہے۔

شعر۱۵۸:۔جو شخص کسی عہدے یا منصب جائز کا امیدوار ہو تو اس شعر کو ہر نماز کے بعد پانچ دفعہ پڑھے۔

شعر۱۵۹:۔اس شعر کو ہر نماز کے بعد پانچ مرتبہ پڑھنا اندوہ و مصیبت کے واسطے باعث تسکین ہوتا ہے۔

مجربات از مولانا نور بخش توکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شعر۲۰:۔محلِ اجابت ہے۔اس بیت کو تین بار پڑھے بعد ازاں یوں دعا مانگے

اَللّٰھُمَّ یَامَنْ اِذَا سُئِلَ اَعْطٰی وَاِذَا دُعِیَ اَجَابَ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْعَظِیْمُ اَنْ یُقْضٰی حَاجَتِیْ رَبَّنَااٰتِنَا فِی الدُّ نْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار

شعر۲۹:۔محلِ اجابت ہے اس بیت کو کھڑے ہو کر تین بار پڑھے اور دس بار درود بھیجے پھر سر سجدے میں رکھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے انشاءاللہ مستجاب ہو۔

شعر۳۴:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھے پھر گیارہ بار کہے ''اَلْمُسْتَغَاثُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ''بعد ازاں یوں دعا مانگے

اَللّٰھُمَّ مَاکَانَ لِیْ خَیْرٌ فِیْ دِیْنِی وَدُنْیَایَ فَافْتَحْ اَبْوَابَہٗ وَیَسِّر عَلٰی اَسْبَابَہٗ وَمَاکَانَ شَرّاً فِیْ دِیْنِی وَدُنْیَایَ فَاغْلِقْ اَبْوَابَہٗ وَعَسِّرعَلَیَّ اَسْبَابَہٗ فَاِنَّکَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوب بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن

شعر۵۲:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھے پھر یہ درود خمسہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدُنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَمْ یُصَلَّ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدُنَا مُحَمَّدٍ کَمَاتُحِبُّ وَتَرْضٰی اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدُنَا مُحَمَّدٍ کَمَایَنْبَغِیْ الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدُنَا مُحَمَّدٍ کَمَااَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ

بعد ازاں تین بار یہ بیت پڑھے

محمد عربی کابروئے ہردوسرا است　　　　　　کسے کہ خاک درش نیست خاک خاک برسراد

شعر۳۶:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھے اس کے بعد دعا مانگے

اللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَأَعُوذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِکَ مِنْ وَغَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ اللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مَحْبُوْبًا دَائِمًا فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَبَلِّغْنِیْ ویشرنی عُمْرِیْ اِلٰی مائةٍ وَعِشْرِیْنَ سَنَةً مِنْ غَیْرِ ضُعْفٍ وَّعِلَّةٍ وَّفقرٍ وَّفَاقَةٍ فااللّٰہ خیْرٌ حافظًاوَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن

شعر۴۶:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھے بعد ازاں درودِ خمسہ اور تین بار بیت مذکور فارسی پڑھے۔

شعر۵۱:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھے۔

شعر۵۲:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھے بعد ازاں یہ دعا اور آیۃ الکرسی پڑھے

یَاحَافِظُ یَاحَافِظُ الذِّکْرِ اِحْفِظْنَابِمَاحَفِظْتَ بِهِ الذِّکْرَفَاِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَه لَحٰفِظُوْنَ oاَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اِحْفِظْنَا مِنْ ھٰذا السُّلْطَانِ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَعوانِهٖ عَزَّجَارُکَ وَجَلَّ ثَنَآءُکَ وَلَااِلٰهَ غَیْرُکَ.

شعر۸۱:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھے۔

شعر۸۲:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھے۔

شعر۸۵:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھے پھر کہے ''اَلْمُسْتَغَاثُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ''

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِزْقًا وَاسِعًا طَیِّبًا مُبَارَکًا مِنْ غَیْرِ کَدٍّ وَّعَمَلًا مقبولًا مِنْ غَیْرِ رَدٍّ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فضح الْفَقْرِ وَالدَّیْن اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْعَزِیْزُ الْمُقَدسه المبارَکِ المیمون اَنْ تُصَلِّی عَلٰی سَیِّدنا مُحَمَّدٍوَّاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ کُلَّھَا وَ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ وَ تَنْصُرَ عَلٰی اَعْدائِیْ وَتَفْتَح لِیْ اَبْوَابَ خَیْرِکَ مَنَ الرَّ حْمَةِ وَالدولة وَالسَّعادَةِ وَالسَّلامَةِ وَالصِّحَّةِ وَالْعِزَّةِ والنعمة وَالْفُتُوحِ وَالکَسْبِ وَالجَنَّةِ وَتَعْصِمَنِیْ مِنْ کُلِّ ھَمٍّ وَّغَمٍّ وَّ حُزْنٍ وَّالم وَّ مَرَضٍ وَّخوفٍ وَّ جُوْعٍ وَّ تصنع عَنی کُلَّ حَاسِدٍ وَّ ظَالِمٍ وَّنَمَّامٍ وَغَمَّازٍ وَّجَبَّارٍوَّ قَھَّارٍ وَّعَاھَةٍ وَّ اٰفَةٍ وَّحَاجَةٍ وَّبَلَاءٍ وَّ وَبَاءٍ وَّجَمِیْعَ مِحْنَةٍ وَّعِلَّةٍ وَّشِدَّةٍ وَّ بَلِیَّةٍ صُورِیَّةٍ وَ مَعْنَوِیَّةٍ یَاسُبُّوحٌ یَاقُدُّوسٌ یَارَبُّ الملٰئِکَةِ وَالرُّوْحُ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن ط

شعر۱۰۶:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھیں۔

شعر۱۰۷:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھیں۔

شعر۱۰۸:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھیں۔

شعر۱۳۶:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھیں۔

شعر۱۵۳:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھیں۔ بعد ازاں یہ دعا مانگے

اَللّٰھُمَّ اَحْرُسْنَابِعَیْنِکَ الَّتِی لَاتَنَامُ وَاَکْنُفْنَا بِرُکْنِکَ الَّذِی لَایُرَامُ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَامِن م بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمِنْ خلفت وَعَنْ اَیْمَانِنَاوَعَنْ شَمَائِلِنَا وَعَنْ فَوْقِ رُؤُسِنَا وَمِنْ تَحْتِ اَقْدَامِنَا حِفْظًا عَامًا مِنْ کُلِّ الْمَعَاصِیْ والآفَاتِ وَالبَلِیَّاتِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن ط

شعر۱۵۴:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھیں۔ بعد ازاں یہ دعا مانگے

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الرَّاحَةَ عِنْدَالموتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَالْحَیَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَایلج فِی الْاَرْضِ وَیَخْرُجُ مِنْھَا وَینزل مِنَ السَّمَاءِ وَ یَعْرُجُ فِیْھَا وَھُوَالرَّحِیْمُ الْغَفور اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِی حَقِیْراً وَفِیْ اَعین النَّاسِ و تیزاً کی نُسَبِّحُکَ کَثِیْراً وَنَذْکُرَکَ کثیراً اِنَّکَ کُنْتَ بنابَصِیْرا ط

شعر۱۶۴:۔محلِ اجابت ہے تین بار پڑھیں۔ بعد ازاں یہ دعا مانگے

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ذَھَابِ الدَّوْلَةِ ...... النعمة وَتَھْوِیْلِ الْعَاقِبَةِ وَغَلَبَةِ الشَّقَاوَةِ وبُعْدِ السَّعَادَةِ وَاَسْئَلُکَ الا من وَالْاَمَانَ وَالْاِیْمَانَ وَالْعَفْوَ وَالمُعَافَاة فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَةِ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّحِمِین ط

هذا آخر ما رقمه قلم

الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرله

۲۳رجب المرجب ۱۴۱۵ھ

فصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی حبیبہٖ الکریم الامین وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وحزبہٖ اجمعین